رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ — نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

ہفت روزہ

بدر

قادیان

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ
چھ روپے
ششماہی
۳-۵۰ روپے
ممالک غیر
۷-۵۰ "

فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

جلد ۹ | ۱۰ امان ۱۳۳۹ ہش | ۱۱ رمضان المبارک ۱۳۷۹ھ | ۱۰ مارچ ۱۹۶۰ء | نمبر ۱

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۹ مارچ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ربوہ سے کوئی تازہ اطلاع تو موصول نہیں ہوئی البتہ الفضل مورخہ ۶ مارچ کی شائع شدہ رپورٹ مظہر ہے کہ کل دن بھر حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی رات نیند خدا کے فضل سے اچھی آگئی اس وقت بھی طبیعت بہتر ہے۔

احباب جماعت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے اور دل سے دعائیں جاری رکھیں اللہ تعالیٰ حضور کو جلد صحتیاب فرمائے۔ اور کام کرنے والی لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۸ مارچ۔ محترم مولوی عبد الرحمان صاحب فاضل کا اپریشن والا زخم آہستہ آہستہ درست ہو رہا ہے احباب کامل صحت یابی کے لئے دعا فرمائیں۔

قادیان ۸ مارچ۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ محترم صاحبزادہ صاحب ظہر کی نماز کے بعد روزانہ مسجد اقصیٰ میں درس دیتے ہیں کل تک آپ کے حصہ کا درس مکمل ہو جائے گا۔ انشاء اللہ

کلکتہ میں "مجلس ادیانِ عالم" کے زیرِ اہتمام دوسری عالمی کانفرنس

کانفرنس میں احمدی مبلغ کی خصوصی شرکت اور پُر اثر تقریر

از مکرم جناب محمد نور عالم صاحب ایم۔ اے سیکرٹری مجلس عاملہ جماعت احمدیہ کلکتہ

یوں تو کلکتہ جیسے عظیم شہر میں برابر جلسے ہوا کئے ہیں لیکن جس جلسے کا میں ذکر کر رہا ہوں وہ اپنی نوعیت کا ایک عظیم الشان جلسہ تھا۔ رنجی اسٹیڈیم میں یہ ہشت روزہ کانفرنس ۲ر فروری ۱۹۶۰ء سے شروع ہو کر ۹ر فروری ۱۹۶۰ء کو ختم ہوئی۔ ہندوستان کے طول و عرض سے آئے ہوئے مذہبی نمائندوں کے علاوہ بیرونجات سے آمدہ نمائندوں کی تعداد بھی پچاس سے زیادہ تھی۔ مجلس ادیانِ عالم کے خطبۂ افتتاحیہ کے بعد ڈاکٹر کالیداس ناگ ایم۔ اے ڈی لٹ ہندوستان کے ممتاز ترین مؤرخ اور مشہور عالم "سب ایشیا کی تمدنی و ثقافتی تاریخ" کے مصنف ہیں۔ گذشتہ نومبر میں جماعت احمدیہ کی طرف سے منعقدہ جلسہ پیشوایان مذاہب کی صدارت آپ نے فرمائی تھی۔ اس موقعہ پر محترم جناب مولوی بشیر احمد صاحب انچارج جماعت احمدیہ کلکتہ کی تقریر سے متاثر ہو کر ڈاکٹر ناگ نے اپنی صدارتی تقریر میں برسرِ مجلس اعلان کیا تھا کہ آئندہ فروری میں ہونے والی ورلڈ فیتھ کانفرنس کی طرف سے میں مولوی بشیر احمد صاحب کو دعوت دیتا ہوں۔ چنانچہ آپ کو تقریر کرنے کی دعوت دی گئی۔ بلکہ ورلڈ فیتھ کانفرنس کی مجلس منتظمہ کی رکنیت بھی آپ کو منظور کرنا پڑی۔

۵ر فروری ۱۹۶۰ء کو مجلس شبانہ میں نمائندگانِ مذاہب سے اپیل تھی کہ وہ مسئلہ "قیامِ امن" پر اپنے اپنے مذہب کے نقطۂ نظر کی وضاحت کریں۔ ..... کہ مذہب عصرِ حاضر کے تقاضوں کو پورا کر سکے۔ یہ امر کچھ عجیب سا معلوم ہوتا تھا.....

بدھ مت و ہندو دھرم

کے نمائندوں کے سب سے باعث پریشانی ان دو مذہبوں کے اکثر نمائندوں نے زیادہ زور اس بات پر دیا کہ انسان کو آپس میں جھگڑنا نہیں چاہیئے۔ تعلقات کی بنیاد محبت پر ہونی چاہیئے۔ چاہیئے کہ جانوروں تک کو انسان کے ہاتھ سے ضرر نہ پہنچے۔ غصہ اور اسکے محرکات کو ختم کرنے کے لئے گوشت و انڈے سے کلی اجتناب سبزی خوری کے معجزانہ فوائد سے واقفیت اور عملاً اس کا عادی ہونا، ناولوں کی مشق کرنا۔ گوشہ نشینی کی خوبیاں وغیرہ یہ وہ چند اجزا سے ترکیبی ہیں جن سے تشکیل امن معرضِ وجود میں آتی ہے۔ ان کی نگاہ میں قبر کی خاموشی و پہاڑوں کا سکوت ہی حقیقی امن ہے۔ تارک الدنیا ہو کر پہاڑی دروں میں بیٹھ جانا یا جنگلوں میں روپوش ہو جانا ہی قیامِ امن کا باعث ہو سکتا ہے یا بغیر قوت غضبی کا اس حد تک استیصال کر دیا جائے کہ تنازع و مقابلہ کی روح مفقود ہو جائے۔ جنگ و جدل کو روک سکتا ہے

البتہ

بعض حضرات نے مذہب سے الگ ہو کر سیاسی حل بھی پیش کئے جو میرے خیال میں اصل موضوع سے سراسر انحراف تھا۔

عیسائی علما

نے اعلان کیا کہ ہر ملک اپنے اپنے طور پر بے شک ایٹمی ہتھیار بند کر دکھا سکتا ہے تا فنیم جارحانہ جرأت نہ کر سکے۔ البتہ آتشی اسلحہ ظاہر کر نیت درست سب مادر گگنی .....

..... سنگین ارادے کی جرأت کی ہی تو میرے تجلی کا شاندار منظر دیکھ سکتے ہیں یہاں تک کہ غنیم شرمسار ہو کر ترکِ ظلم پر مجبور ہو جائے۔ تو یہ نہیں کہتا کہ انجیل کی تعلیم اور پرستاران انجیل کے عمل میں کہاں تک تطابق ہے؟ ہاں آشنا تر دیکھ سکتا ہے کہ عیسائی حضرات انجیل کی تعلیم عدم تشدد کا معنی ذکر کرتے وقت ونسٹن چرچل کی کتاب THE WAR MEMOIRS ہی کیوں نہ دیکھیں۔

مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ

سلسلہ عالیہ احمدیہ

نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ دنیا کے ہر مذہب کا اقرار ہے کہ وہ ایک مخصوص قوم کی نجات کا ضامن ہے اور اسکی تعلیم اپنی ہی قوم کے لئے سامان زیست مہیا کرتی ہے۔ بائیبل، وید اور گیتا کے حوالوں سے آپ نے انکی تعلیمات کی تشنگی کو ظاہر فرمایا اور بتایا کہ تمام گذشتہ مذاہب عملاً قائی تھے اور ایک معین مدت تک متحرک رہے۔ اب وہ آغوشِ ماضی میں دائمی نیند سو چکے ہیں۔

عصرِ جدید کا سب سے اہم تقاضا

ایک عالمگیر امن کا قیام ہے۔ اس تقاضا کو وہی مذہب پورا کر سکتا ہے جو عالمگیر تعلیم پیش کرتا ہو۔ اور جس کے اندر تمام قوموں کو یکجا کرنے کی صلاحیت موجود ہو۔ اسلام کا دعوےٰ ہے کہ اس کی ہمہ گیر تعلیم تمام شعبہ ہائے حیات پر حاوی ہے۔ اور بالخصوص صلح و امن کے مسئلہ پر دوسروں کے مقابلہ میں اسکی تعلیم ممتاز ہے۔

"جلسہ کے اختتام پر یہ محسوس ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری کوتاہ عملی کو نظر انداز کر کے اور ہماری شکستہ سامانی پر ترس کھاتے ہوئے اس عالمی کانفرنس کے انعقاد کا اہتمام تو غیروں سے کیا اور اس کے مقاصد کو ہمارے حق میں کر دیا"

آپ نے لا نفرق بین احد منھم ونحن لہ مسلمون کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلام مسلمانوں کو تاکیدی حکم فرماتا ہے کہ تمام نبیوں پر ایمان لاؤ اور اس طرح نہیں کہ بعض کو مانا جائے اور بعض کو رد کر دیا جائے۔ نیز آپ نے فرمایا کہ ہر ایک قوم و ملک میں نبی گذرے ہیں اور سب کے سب واجب الاحترام ہیں۔ یہ وہ نسخہ کیمیا ہے کہ جس سے صحیح معنوں میں قوموں کے درمیان پیدا شدہ منافرت دور ہو سکتی ہے۔

محترم مولوی بشیر احمد صاحب نے جب وید و گیتا کی شرتیوں کو پڑھنا شروع کیا تو آپکے سامعہ نواز لحن نے سامعین پر ایک وجد کی کیفیت طاری کر دی۔ اور اکثر سامعین ان شرتیوں کو دھیمی آواز سے دہراتے جاتے تھے۔ بہت سے جو اس کے تقدم رہے کے اجنبی جو قرآنی آیات کی خوش الحانی سے پڑھ رہا تھا اب وہ آریہ ورت کی آکاش وانی کو سنسکرت میں سنا رہا ہے یعنی کا ایک عجیب ہی ساماں تھا۔ زبان اس سے عدم واقفیت کے سبب خاموش تھا۔ لیکن جب پروفیسر ہمایوں کبیر ایم۔ اے پی۔ ایچ ڈی نے موصوف کی تقریر کا انگریزی کا ترجمہ پیش کیا تو وہ خاموش طبقہ بھی اس وجدانی کیفیت ..... سے حصہ پا کر داد تحسین دیئے بغیر نہ رہ سکا۔

ڈاکٹر ناگ ..... پیلوٹر کی حیثیت سے موجود تھا..... آخر میں مشتہر ..... نمائندوں سے تبادلہ خیال کا موقعہ ملتا رہا۔ میں نے دیکھا کہ ہماری جماعت ......

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

۶ مارچ کا دن

امسال بھی حسب سابق آریہ سماج کی طرف سے پنڈت لیکھرام کی برسی کی تقریب ۵ اور ۶ مارچ کو منائی گئی۔ ۵ مارچ کو جلوس نکالا گیا جس میں آریہ سکولوں کے طلباء اور اساتذہ شامل تھے۔ عام پبلک نے اس میں بہت کم دلچسپی لی۔ اور سکولوں کے علاوہ صرف چند ہندو افراد اس جلوس میں شامل ہوئے۔ ۵ تاریخ کی شام اور ۶ تاریخ کو آریہ سماجی پرچارکوں نے مندر میں تقاریر کیں ان مقررین میں کوئی خاص شہرت کا پرچارک نہ تھا یہاں تک کہ شری شانتی پرکاش صاحب جو گذشتہ سالوں میں اس جلسہ کی زینت رہے ہیں بھی اس تقریب میں شامل نہ ہوئے۔

آریہ سماجی پرچارکوں نے اپنی تقاریر میں کئی قسم کی غلط فہمیاں پھیلانے کی کوشش کی۔ اور اسلام، حضرت بانیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جماعت احمدیہ کے خلاف سخت سست الفاظ استعمال کئے۔ اور سبّ و شتم سے بھی کام لیا۔ ان کی تقاریر میں کوئی نیا اعتراض نہ تھا۔ بلکہ وہی پامال اور پارینہ اعتراضات تھے جن کے جواب حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ اور آپ کے خدام بارہا دے چکے ہیں۔ اور ان اعتراضات کا کوئی گوشہ نہیں جو اُجاگر نہیں کیا جا چکا ہے اس لئے ہم ان اعتراضات کی حقیقت ظاہر کرنے کے لئے کچھ لکھنا نہیں چاہتے اور نہ ہی اس طرز کلام کو جس میں غیر صالح نکتہ چینی اور سبّ و شتم ہو ملک کے لئے مناسب سمجھتے ہیں۔

کیا ہی اچھا ہوتا اگر آریہ سماج کے وہ واعظ معاندانہ روّیہ کو ترک کرتے ہوئے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرتے تا اگر ان میں کوئی کشش اور برتری کا شائبہ ہوتا تو سناتن دھرمی ہندو اور مسلمان ان کی طرف متوجہ ہو سکتے۔

جب موجودہ زمانہ اور ملکی اور غیر ملکی حالات اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ سب اہل وطن خواہ وہ کسی قوم یا مذہب سے متعلق ہوں باہمی محبت اور اتحاد سے رہیں۔ اور ایک دوسرے کے خلاف کوئی ایسی بات نہ کریں جو باعث دلآزاری ہو۔ تو غلامی کے زمانہ کی "پھوٹ ڈالنے" کی روش کو نہ چھوڑنا کوئی عقلمندی اور "دیش سیوا" نہیں اور ملک کا ہر بہی خواہ اس کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتا ہے۔

بے شک احمدیہ جماعت اپنی انتہائی پُر امن تعلیم پر عمل کرتے ہوئے ایسی اشتعال انگیزی کو برداشت کرتی رہتی ہے۔ لیکن آریہ سماج کا ایسا روّیہ بہرحال ناپسندیدہ ہے اور ملکی مفاد کے پیش نظر اس سے احتراز لازمی ہے۔

* * *

۶ مارچ کی رات کے جلسہ میں مقامی آریہ سماج کے صدر شری دلیس راج بھاٹیہ نے کسی نامعلوم احمدی کی طرف یہ فرضی بات منسوب کی کہ ویدوں میں گوشت خوری کے احکام موجود ہیں اور اس بات پر موصوف نے احمدیوں کو مناظرہ کا چیلنج بھی دیا اور انہیں مناظرہ کے لئے شرائط طے کرنے کے لئے للکارا۔

جہاں تک گوشت خوری کے جواز یا عدم جواز کا تعلق ہے اس بارے میں پراچین اور نئے لٹریچر میں بہت کچھ لکھا ہوا موجود ہے ہمیں یہ ضرورت نہیں کہ اس پامال بحث کو اٹھا کر خواہ مخواہ ملکی فضاء کو مکدر کریں۔ ہاں البتہ آچاریہ ونوبا جی نے اپنی کتاب "گیتا پروچن" میں جو کچھ گوشت خوری کے متعلق لکھا ہے اس کے جواب میں آریہ سماج اپنے دلائل کی طاقت خرچ کرنا چاہے تو بے شک کرے۔ معلوم ہوا ہے کہ اس جلسہ میں شری اچاریہ جی کو بھی مناظرہ کا چیلنج دیا گیا ہے۔ شری آچاریہ جی ایک متحمل مزاج اور پریم بھری شخصیت ہیں۔ پس امید ہے کہ ان کے ساتھ مناظرہ عام پبلک کے لئے بھی فائدہ بخش ہوگا۔ اور گوشت خوری کے جواز یا عدم جواز کے متعلق اصل حقیقت لوگوں کے سامنے آجائے گی۔ پس اگر فتنہ سے بچتے ہوئے یہ بحث ہو جائے تو اچھا ہے۔

ہم آخر میں پھر اس بات کو دہراتے ہیں کہ سب مذہبی جماعتوں کو چاہیئے کہ وہ بجائے ایک دوسرے کے خلاف کیچڑ پھینکنے کے لوگوں کی روحانی اور اخلاقی اصلاح کی طرف توجہ دیں اور باہمی اتحاد اور محبت کے جذبہ کو مضبوط کریں۔ دوسروں پر اعتراض کرنے اور ناپسندیدہ نکتہ چینی کرنے سے کسی مذہبی جماعت کی ترقی نہیں ہوتی اور نہ اس کی عزت و وقار قائم ہوتا ہے۔ بلکہ روحانی طاقت اور خدا کی نصرت و تائید مذہبی جماعت کے لئے وسعت کا باعث ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدیہ جماعت کو یہ فخر حاصل ہے۔ اور اسی لئے احمدیہ جماعت دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کر رہی ہے اور اس وقت دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچ چکی ہے۔

سمجھ کا پھیر

فرقۂ اہلحدیث کے پندرہ روزہ اخبار "ترجمان" دہلی کی ایک حالیہ اشاعت بابت ۱۵ فروری میں تبلیغی جماعت کے ایک "امیر" صاحب کا ایک مضمون بعنوان "مسلمانانِ ہند" پر درد انگیز فتنہ اور ارتداد کا سیلاب" شائع ہوا ہے جس میں بعض فتنوں کا ذکر کر کے علماء کو ان کا فرضِ منصبی یاد دلاتے ہوئے دفاع کی دعوت دی گئی ہے۔

مضمون میں پہلے نمبر پر تو ملک میں حکومت کی طرف سے رائج تعلیمی سسٹم پر نکتہ چینی کی ہے اور لکھا ہے:۔

"ملک آزاد ہونے کے بعد اس طویل مدت میں حکومت نے مسلمانوں اور مسلمان بچوں کے تعلیم و تربیت کے ساتھ جو سلوک کیا ہے وہ کسی بھی مسلمان سے مخفی نہیں۔ مسلمان بچوں کو اسکولوں میں صرف ڈنڈوت ہی نہیں بلکہ وہ عبارت کا قومی ترانہ جس کے اندر شرک جیسے زہر ملا نا مسلم مادہ ملوث کیا گیا ہے۔ اسے مسلمان بچوں کو ہر کام کے شروع میں بسم اللہ کی جگہ پڑھایا جاتا ہے"۔ (بلفظ مطابق اصل) (صـ۱)

اس کے معاً بعد دوسرے نمبر پر احمدیہ جماعت کی خالص اسلامی تبلیغ و اشاعت کو قابل اعتراض گردانتے ہوئے لکھا ہے:۔

"دوسری طرف مرزا غلام احمد قادیانی کے چیلے اپنی سرکاریوں مسلم عوام کو اپنے طرف گرویدہ بنانے میں معروف و سرگرم عمل ہیں اور اربہا ارب روپیہ خرچ کر کے ہزاروں کی تعداد میں ملک کے ہر گوشے میں مبلغین بھیج کر قادیانی مذہب کو پھیلا رہا ہے اور اس قادیانی فتنہ میں ایک دو نہیں ہزاروں مسلم عوام و خواص بہت بری طرح مبتلا ہو گئے ہیں۔ اور آئے دن ہوتے چلے جا رہے ہیں"۔ (" ")

تیسرے نمبر پر بریلوی علماء کے طریق عمل کو ہدفِ ملامت بنایا ہے۔ اور آگے چل کر لکھا ہے:۔

"ان تمام فتنوں سے بڑھ کر مسلمانانِ ہند کے لئے سب سے بڑا درد انگیز فتنہ یہ ہے کہ ملک کے مختلف اطراف و اکناف میں چند گمراہ کن پیروں نے قرآن کو مسخ اور تحریف کرنا شروع کر دیا ہے بسنت رسول کو مٹانے کے لئے انتھک کوشش کر رہے ہیں اور اسلام کو احمقانہ نظام بتلا رہے ہیں۔۔۔"۔ (صـ۱)

اور اس کی کچھ تفصیلات بیان کر کے آخر میں علماء سے بایں الفاظ خطاب کیا گیا ہے:۔

"آپ حضرات وقت کے اہم مسئلہ کی طرف توجہ فرمائیں اور اس کے ہر ممکن طریقہ سے جو کچھ آپ سے ہو سکے کریں۔۔۔ آپ اس وحی الٰہی کو سے کر اپنے اندر حرکت پیدا کریں اور اُٹھیں اور وقت کے اہم تقاضے کے پکار کے مطابق اسلام کو خوش اسلوبی کے ساتھ دنیا کے سامنے اس طرح پیش کریں کہ یہ ارتداد و کفر و ضلالت کے بادل چھٹ جائیں اور دین مبین کی حقانیت ثابت ہو جائے"۔ (صـ۱۲)

ان اقتباسات میں جہاں تک حکومت کے تعلیمی طریق عمل پر نکتہ چینی کا تعلق ہے بہت ممکن ہے کہ مضمون نگار کی بات حقیقت اور ذاتی علم پر مبنی ہونے کی وجہ سے درست ہو۔ اسی طرح گمراہ کن پیروں کے قرآن کریم کو مسخ و تحریف کرنے کے واقعات درست اور صحیح ہوں مگر جس رنگ میں احمدیہ جماعت کی تبلیغی سرگرمیوں کو بلا دلیل محل اعتراض قرار دیا گیا ہے اور اس کی خالص اسلامی خدمات کو بھی دیگر فتنوں کے زمرہ میں بیان کیا ہے۔ یقیناً نادرست اور محض سمجھ کا پھیر اور شکست خوردہ ذہنیت کا پرتو ہے۔ کیونکہ احمدیہ جماعت کے مبلغین کی کوششیں اور اس کی تبلیغ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں وہ تو ہمیشہ سے

"جاھدھم بہ جھاداً کبیراً"

کے حکم خداوندی پر عمل پیرا ہے۔ اور کلام اللہ کی تبلیغ و اشاعت ہی اس کی تمام تر مساعی کا طول و عرض ہے اگر یہی کام معاذ اللہ فتنہ برپا کرنے کا موجب ہے تو خدا کی قسم یہ فتنہ "اُس ایمان" سے بدرجہا بہتر ہے۔ جس کے نشے نے ساری اُمت کو ذلت و ادبار کی نیند سلا رکھا ہے اور راہبران قوم جن سے امت کی اصلاح و ارشاد کی توقع کی جانی چاہیئے خود غافل پڑے ہیں انہیں کچھ احساس نہیں کہ اُمت مرحومہ پر کیا بیت رہی ہے اور اس کی ترقی کے لئے کیا کچھ کرنا چاہیئے۔ امت مسلمہ جس خطرناک صورتِ حالی سے دوچار ہے۔ یہ علماء کے بس کا روگ نہیں یہی وجہ ہے کہ ایک زمانہ گذر جانے کے باوجود کچھ بھی (باقی صفحہ ۱۲ پر)

خطبہ جمعہ

قومی اخلاق کے قیام کیلئے مانگنے اور سوال کرنے کی عادت کو مٹانا نہایت ضروری ہے

جہاں یہ دیکھو کہ تمہارا کوئی ہمسایہ بھوکا نہ ہو وہاں یہ بھی نگرانی کرو کہ کوئی شخص نکما نہ رہے

اخلاقی ترقی اور ہمت و استقلال پیدا کرنے کیلئے آواز کی بلندی بھی ضروری چیز ہے

ازحضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۴ ستمبر سنہ ۱۹۳۴ء بمقام قادیان

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

خطبہ شروع کرنے سے پہلے میں اختصار کے ساتھ مساجد کے ذمہ دار لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ اخلاقی ترقی اور ہمت و استقلال کی بلندی کے لئے

آواز کی بلندی بھی ضروری چیز ہوتی ہے

اونچی آواز کے ساتھ انسان کا حوصلہ بھی بڑھتا ہے اور ارادہ بھی ترقی کرتا ہے اسی لئے متواتر آٹھ دس سال سے جب بھی مدارس میں کوئی دعوت کی تقریب ہوتی ہے میں مدرسین اور ہیڈ ماسٹروں کو توجہ دلاتا رہتا ہوں کہ طلباء کی آواز بلند کرنے کی کوشش کیا کریں۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ اس نہایت اہم معاملہ کی طرف کوئی توجہ نہیں کی گئی۔ اس کے دو ہی سبب ہوسکتے ہیں۔ یا تو یہ کہ آواز کی بلندی کی اہمیت کو محسوس نہیں کیا جاتا۔ اور یا یہ کہ سمجھ لیا گیا ہے کہ جس کی آواز پست ہو وہ بلند نہیں ہو سکتی۔ اگر کوئی شخص یہ خیال کرتا ہے کہ آواز کی بلندی کا انسان کی ترقی اور اس کے ارادوں کی بلندی میں کوئی دخل نہیں۔ تو وہ غلطی کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے جب بھی کوئی نبی مبعوث کیا ہے اسے سلاست زبان، تقریر کا ملکہ اور قوت گویائی بھی عطا کی ہے۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے اللہ تعالےٰ سے جو دعا مانگی اس میں بھی ذکر ہے کہ

واحلل عقدۃ من لسانی

یعنی میری زبان میں جس قسم کی بھی گرہیں ہوں ان کو بھی دور کردے۔ سو زبان کی گرہ میں لکنت۔ الفاظ کی پستی سب چیزیں شامل ہیں۔ پس اس دعا کے معنے یہ ہیں اور اے خدا مجھے

بلندی آواز عطا فرما

اور میرے الفاظ میں طاقت اور شوکت اور اثر پیدا فرما۔ چنانچہ فرعون کے ساتھ آپ کے جو مباحثات ہوئے۔ ان سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ چھوٹے چھوٹے اور مختصر جواب دیتے رہے۔ مگر دربار پر ایسی ہیبت طاری ہوگئی۔ کہ ان سے کوئی جواب بن نہ پڑا۔ اور آخر وہ ہارنے اور ظلم کرنے پر اتر آئے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم

کو بھی ہم دیکھتے ہیں کہ ہزارہا کے مجمع کو آپ ایسی عمدگی کے ساتھ اپنی باتیں سنا دیتے تھے کہ دور بیٹھے ہوئے لوگوں کو بھی آواز پہنچتی تھی۔ آپ مسجد میں تقریر فرماتے تو گلی کوچوں میں آپ کی آواز پہنچتی۔ آپ فرماتے بیٹھ جاؤ تو گلی میں چلنے والوں میں سے بعض آپ کی آواز سن کر بیٹھ جاتے غرض وہ نشان والا معجزہ جو سب انبیاء کو دیا گیا اور جس سے کوئی نبی مستثنےٰ نہیں۔ نہ حضرت موسیٰؑ نہ حضرت عیسےٰؑ نہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور نہ اس زمانہ کا مامور وہ کوئی معمولی بات نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

لاہور میں جب تقریر کرنے کے لئے کھڑے ہوئے تو لاہور کا سب سے وسیع ہال آدمیوں سے بھرا ہوا تھا۔ اور اس قدر اژدھام تھا کہ دروازے کھول دیئے گئے۔ بلکہ باہر قناتیں لگائی گئیں اور وہ بھی آدمیوں سے بھر گئیں۔ شروع میں تو جیسا کہ عام قاعدہ ہے آپؑ کی آواز مدھم تھی اور بعض لوگوں نے کچھ شور بھی کیا۔ مگر بعد میں جب آپؑ بول رہے تھے۔ تو ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے آسمان سے کوئی بگل بجایا جا رہا ہے اور لوگ مبہوت بنے بیٹھے تھے تو آواز کی بلندی دینی خدمات کے اہم حالات میں سے ہے۔ پھر معلوم نہیں ہمارے دوست اس طرف کیوں توجہ نہیں کرتے۔ یہ خیال کہ آواز بڑھ نہیں سکتی غلط ہے۔ جو لوگ گانے کی مشق کرتے ہیں ان کی آواز بلند کرنے اور گلوں کی حفاظت کرنے کے متعلق خاص احتیاطیں کرتے ہیں کبھی گرم کپڑے باندھتے ہیں اور کبھی ٹھنڈے۔ اور پھر ایک آدمی چھڑی لے کر کھڑا ہو جاتا ہے اور اگر آواز مدھم نکلے تو وہ سزا دیتا ہے۔ پھر جب گلا بیٹھ جاتا ہے تو اس پر برف وغیرہ باندھتے ہیں اور اس طرح

آواز کو بلند کیا جاتا ہے

ہمارے ہاں بھی اس کی مثال موجود ہے۔ عبدالغفار خاں صاحب افغان جو میاں عبداللہ خاں صاحب افغان کے والد تھے اور مولوی عبدالستار صاحب مرحوم کے بھائی تھے۔ وہ بڑے تنو آور جوان تھے مگر اذان کے لئے ایک دن کھڑے ہوئے تو ان کی آواز نہ نکلی۔ اس پر بعض لوگوں نے تمسخر کیا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ انہوں نے باقاعدہ اذان دینا شروع کردی۔ اور آہستہ آہستہ ان کی آواز اس قدر بلند ہوگئی۔ کہ جب وہ اذان دیتے تو یہ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ الفاظ نکل رہے ہیں۔ بلکہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ توپ کے گولے چل رہے ہیں۔ پس آواز میں بلندی پیدا کی جاسکتی ہے اگر

طالب علموں کو کہا جائے

کہ آواز بلند کرو۔ ورنہ سزا دی جائے گی۔ اور اس کا مقابلہ کرایا جائے۔ ایک آدمی کو دور کھڑا کردیا جائے۔ اور طلباء سے اسے آواز دلوائی جائے۔ اور پھر فاصلہ آہستہ آہستہ زیادہ کیا جائے تو آواز دوگنی تگنی ہو سکتی ہے۔ یہاں کے ایک مؤذن بھی ایسی ہی کمزور آواز والے ہیں۔ اور جب وہ اذان دیتے ہیں تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا کسی بچہ کے منہ پر کسی نے تھپڑ مارا ہے اور وہ رو رہا ہے۔ اگر کوئی قرآن کریم کی قرأت اس طرح کرے۔ تو لوگ شور مچا دیں۔ لیکن اذان کی طرف کوئی توجہ نہیں کی جاتی۔ حالانکہ اس کا ذکر قرآن کریم میں ہے۔ میں نے دیکھا ہے عام طور پر مؤذن محمد یا محمدٌ کہتے ہیں۔ اسی طرح ان لا الٰہ الا اللہ کہتے ہیں۔ حالانکہ نون نہیں بولتا اور پھر انہیں کوئی سمجھاتا ہی نہیں۔ حالانکہ یہ چھوٹی سی چیز ہے اور کوئی وجہ نہیں کہ اسے درست نہ کیا جائے۔

کل میں نے بعض نوجوانوں کو کھڑا کر کے اذان دلوانا شروع کی تو وہی مثل صادق آئی کہ بڑے میاں تو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ۔ چھوٹی پود کی تو یہ حالت ہے آئندہ لوگوں کو شاید ان کے ہونٹوں کے ساتھ کان لگا کر آواز سننی پڑے گی۔ ہم نے ۲۵ سال گلے سے کام لیا ہے۔ مگر آواز اب بھی خدا کے فضل سے بلند ہے میں نے مہتمم الفضل کو ہدایت کی ہے۔ کہ روزانہ تین لڑکے چن لیں۔ اور ان سے اذان دلوایا کریں۔ تاکہ ان کی آواز بلند ہو۔ ہم تو اس کے اتنے شوقین تھے کہ عصر کی اذان کے وقت دور سے بھاگتے تھے اور کئی کئی اذانیں دیدیتے تھے پہلے میں آیا۔ میں نے اذان دی۔ پھر میرا کوئی ساتھی آگیا۔ تو اس نے بھی دے دی۔ پھر تیسرا آیا اس نے بھی دے دی۔ اس پر

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب

نے ہمیں تو کیا کہنا تھا مگر بڑوں کو ڈانٹ کر کہا۔ ایک اذان کافی نہیں۔ لیکن سکھانے کے لئے زیادہ اذانوں میں بھی کوئی حرج نہیں پس روزانہ آواز کی مشق کراؤ۔ ایک شخص کو نالے پر کھڑا کر دو۔ اور تین لڑکوں سے اذان دلواؤ۔ پھر اسے دور دور کرتے جاؤ۔ اور دیکھو کہ آواز کتنی بڑھتی ہے۔ دو تین ماہ اسی طرح مشق کراؤ۔ پھر دیکھنا دو تین دن کے بعد ہی لڑکوں کو اس قدر شوق ہو جائے گا کہ گلی کوچوں میں اذانیں دیتے پھریں گے۔ اگر ایک دن کوئی مبلغ آ جائے تو بچے کئی روز تک نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتے رہتے ہیں

اذان ایک گرج ہے ایک چیلنج ہے دنیا کو

کہ ہمت ہے تو ہمارے مقابلہ میں آؤ۔ مگر کیا کوئی چیلنج بھی مردہ آواز میں دیا کرتا ہے۔ یہ تو ایک گرج ہے کہ تم جن خداؤں کی پرستش کرتے ہو۔ ہمارا خدا سب سے بڑا ہے۔ لیکن ان الفاظ کو ادا کرتے ہوئے اگر آواز ایسی ہو جیسے مار کھا کر رو رہے ہو۔ تو یہ مقصد پورا نہیں ہو سکتا۔ اذان اونچی اور فصیح ہونی چاہئے اس کے اندر ایسی کشش ہے۔ کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سنایا کرتے تھے۔ کہ ایک غیر مسلم رئیس کے گھر کے پاس مسجد تھی جس میں ایک بہت بلند آواز اور خوش گلو مؤذن تھا۔ اس غیر مسلم کی جوان لڑکی تھی۔ وہ ایک دن اپنے والد سے کہنے لگی۔ کہ میں مسلمان ہونا چاہتی ہوں۔ اس نے پوچھا کیوں۔ کہنے لگی بس میرا دل چاہتا ہے۔ اس نے پوچھا

آخر اس کی کوئی وجہ بھی ہے

کہنے لگی۔ یہ میں نہیں جانتی۔ بس میرا دل اسلام کی طرف کھینچا چلا جاتا ہے۔ وہ سمجھدار آدمی تھا اور امیر بھی۔ اس نے اس مؤذن کو دے دلا کر وہاں سے بھجوا دیا۔ اور کسی منحنی آواز والے کو مؤذن مقرر کروا دیا۔ اور پھر چند روز کے بعد کہا۔ کہ اچھا بیٹی تیری مرضی ہے تو مسلمان ہو جا۔ وہ کہنے لگی۔ اب تو خیال بدل گیا ہے۔ تو اذان میں ایک شوکت اور شان ہے۔ اگر آواز بھی الفاظ کے مطابق ہو تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دل خود بخود لوٹتا چلا جا رہا ہے۔ لیکن جہاں مؤذن بھدی آواز والا ہو۔ وہاں نمازی

بھی سست ہوتے ہیں۔ پس میں تمام محلوں کے پریذیڈنٹوں اور سربراہان اطفال کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ اس طرف توجہ کریں۔
تیسرے پچھلے خطبہ میں میں نے کہا تھا کہ

محلہ والوں کا فرض

ہے کہ دیکھیں ان کا کوئی ہمسایہ بھوکا نہ رہے اور ننگا نہ ہو۔ مگر اس ذمہ داری کے ساتھ ایک اور امر بھی ہے۔ جس کی طرف توجہ کرنا ضروری ہے۔ بہت لوگ ایسے ہوتے ہیں جو یہ دیکھ کر کہ کھانے اور کپڑوں کی ذمہ داری دوسروں پر ہے سست ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگ محنت اس وقت کرتے ہیں جب دیکھیں کہ ذمہ داری ہم پر ہے۔ اس لئے جب یہ انتظام کیا جائے کہ سب کے کھانے پہننے کی ذمہ داری محلہ والوں پر ہو۔ وہاں ان کا یہ بھی فرض ہوگا کہ دیکھیں کہ ایسے لوگ سست نہ ہوں۔ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں کام نہیں ملتا۔ اور اس کی تشریح کرائی جائے۔ تو معلوم ہوگا کہ ان کے منصب منشا کا کام نہیں ملتا۔ حالانکہ سائل ہونے سے بہتر ہے کہ جو کام بھی ملے کر لیا جائے۔ مثلاً ایک وکیل کو اگر وکالت کا کام نہ ملے۔ اور وہ نوکری ڈھونڈنے لگ جائے تو یہ اس کی

شرافت کی دلیل

ہوگی۔ اور اس میں کوئی ذلت نہیں نکمے بیٹھنے کی بجائے اگر وہ ملال روزی نوکری ڈھونڈ کر کمائے گا تو اس کے محلہ والوں میں سے ہی کوئی اسے اس سے اچھی نوکری دینے پر آمادہ ہو جائیں گے۔ پہلے تو لوگ شرم کی وجہ سے نہیں کہتے کہ آپ یہ معمولی نوکری کر لیں۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں۔ دوسرا اسے ہتک نہ سمجھے۔ جیسے بعض خاندان بڑے سمجھے جاتے ہیں۔ ان کی لڑکیوں کے رشتے کے لئے کوئی اس خوف سے پوچھتا ہی نہیں کہ ایسا نہ ہو ناراض ہو جائیں۔ اسی طرح ایک وکیل کو کوئی شخص یہ کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا کہ آپ میری دکان پر پندرہ روپے کی نوکری کر لیں لیکن اگر وہ مزدوری کرنے لگ جائے۔ تو دوسرا شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ آپ یہ کام کیوں کرتے ہیں۔ میرے پاس پندرہ روپے کی جگہ ہے۔ پھر ممکن ہے دوسرا پچیس روپیہ ماہوار پیش کر دے کہ میری دکان پر آ جاؤ۔ تیسرا اس سے بھی زیادہ دینے پر تیار ہو جائے۔ اور اس طرح ممکن ہے کہ وہ سو ڈیڑھ سو روپیہ تک جا پہنچے جو شخص گھر میں بھوکا پڑا رہتا ہے۔ وہ جسمانی موت کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ اور جو دست سوال دراز کرتے

وہ اخلاقی موت مرتا ہے

لیکن جب دونوں صورتیں نہ ہوں۔ تو دنیا ایسے شخص کو عزت دیتی ہے۔ میرے پاس کئی ایسے لوگ آ جاتے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کام

کیوں نہیں کرتے۔ وہ کہتے ہیں ملتا نہیں اور اگر بتایا جائے کہ فلاں کام ہے تو کہیں گے کہ اس میں تو پندرہ روپے ملتے ہیں۔ انہیں یہ سمجھ ہی نہیں آتا کہ پندرہ روپے صفر سے تو بہرحال زیادہ ہیں۔ وہ گریجوایٹ ہوں گے مولوی فاضل ہوں گے اچھے پڑھے لکھے اور عالم ہوں گے مگر یہ بات ان کی سمجھ میں نہیں آئے گی۔ کہ صفر سے پندرہ روپے بہتر ہیں۔ حالانکہ اگر ایک خالی کاغذ ہو۔ اور دوسرے شخص کے ہاتھ میں گنڈیری ہو۔ تو ایک نادان بچہ بھی فرق محسوس کرتا ہے۔ لیکن یہ لوگ ایسے احمق ہوتے ہیں۔ کہ دس یا

پندرہ یا صفر میں فرق

نہیں کرتے۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ ایک روپیہ بھی صفر سے بہتر ہے۔ مجھے سینکڑوں رقعے ایسے آتے پڑھتے ہیں۔ کہ تنخواہ تھوڑی ہے عیالدار آدمی ہوں۔ کچھ سلسلہ کی طرف سے امداد مل جائے یا وظیفہ ہی مل جائے۔ ان کے خیال میں سلسلہ نام ہے چند جادوگروں کا جو کیمیا بناتے ہیں۔ یا اپنے احمدی ہونے کو اللہ تعالیٰ پر احسان سمجھتے ہیں۔ پھر بعض لوگ کام کرنا بے عزتی سمجھتے ہیں۔

حضرت خلیفہ اولؓ سنایا کرتے تھے

کہ ایک امیر ہندو اپنے لڑکے کو چند پیسے سے تجارت شروع کرا دے گا لیکن مسلمان نوجوان کو تجارت کے لئے کہا جائے۔ تو وہ کہے گا۔ لاؤ چار پانچ ہزار روپیہ۔ حالانکہ ہم نے بچپن میں خود دیکھا ہے کہ ایک شخص پہلے چند پیسے یا دھاگے کے دھنی پہلے ہی کرتا تھا۔ لیکن بعد میں وہ بڑا حلوائی بن گیا۔ اسی طرح ایک شخص جس کا معاملہ اب زیادہ دیانتدارانہ نہیں رہا۔ پہلے صرف عرق کشیدہ کیا کرتا تھا مگر بعد میں اس کی تجارت بڑھ گئی۔ تو جہاں محلہ والوں پر ذمہ داری ہے کہ کام کریں۔ بیسیوں عورتیں ہیں جن کے پاس

اخراجات کا کوئی سامان

نہیں۔ اور ایسے کئی خاندان ہیں جو نوکر رکھنے کے عادی ہیں۔ پھر کئی ایسے ہیں جو نوکر رکھنے کے عادی نہیں۔ لیکن ان کے گھر میں بیماری ہوتی ہے اور انہیں عارضی طور پر نوکر کی ضرورت پیش آ سکتی ہے ایسی عورتیں ہمارے گھر میں آتی ہیں۔ اور اپنی تکالیف بیان کرتی ہیں۔ لیکن جب میں ان سے کہتا ہوں کہ تمہیں امور عامہ کی معرفت کسی کے ہاں نوکر کرا دیا جائے۔ تو کہہ دیتی ہیں کہ نہیں۔ یہ تو بڑی ذلت کی بات ہے۔ حالانکہ حرام

کام کرنے میں کوئی ذلت نہیں

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق آتا ہے کہ آپ گھاس کاٹ کر بیچا کرتے تھے۔ ہم لوگ چاہے کسی نسل سے ہوں مگر حقیقت تو یہی ہے کہ ہمارے اصل باپ دادا دہقی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں علم عطا کیا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا قرب عطا کیا۔ اور پھر آپ کی دامادی کا شرف اور پھر خلافت کے مقام پر فائز کیا لتعدف والوں کا آپ کو باپ دادا بنایا۔ مگر انہیں جنگل سے گھاس کاٹ کر لانے میں بھی کوئی عار نہ تھی۔ پھر اگر ہم میں سے کوئی اس میں شرم محسوس کرے تو کتنی بڑی غلطی ہے اس لئے جہاں یہ ضروری ہے کہ اہل محلہ سب کو کھانے پہنانے کا ذمہ لگا دیں وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ

ہر شخص سے کام لیا جائے

اور جب ہم انہیں کوئی کام نہ دے سکیں تو پھر بے شک مدد کے طور پر انہیں کچھ دے دیں۔ لیکن اگر وہ کام نہیں کریں گے تو ہم انہیں کچھ نہیں دیں گے۔ اسی ضمن میں یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جن عورتوں یا لوگوں کو محلہ کے عہدیدار ملازم کرائیں ان کے متعلق یہ دیکھتے رہیں کہ ان کے ساتھ سختی نہ کی جائے۔ بعض لوگ پہلے نوکر رکھ لیتے ہیں۔ اور پھر ان سے سختی کرتے ہیں۔ اور جب وہ جانا چاہیں تو انہیں مجبور کرتے ہیں۔ کہ تمہیں رہنا ہوگا۔ اس کے لئے بھی قواعد بنانے چاہئیں جو نوکر جانا چاہے وہ

پندرہ دن کا نوٹس

دے دے۔ اور محکمہ کے صدر کو جا کر کہہ دے کہ میں پندرہ دن کے بعد فلاں شخص کی ملازمت چھوڑ دوں گا۔ اس کے بعد اسے روکنے کا کسی کو حق نہ ہوگا۔ اور جو اس کے بغیر چلا جائے۔ اسے کوئی دوسرا شخص اپنے پاس ملازم نہ رکھے ہاں نوٹس کی میعاد گزرنے کے بعد جو شخص پروپیگنڈا کرے کہ فلاں کو نوکر نہ رکھا جائے۔ اسے سزا دی جائے کہ وہ دوسرے کو بھوکا مارنا چاہتا ہے۔ بہرحال

مانگنا ایک لعنت ہے

جس سے بچنا چاہیئے۔ جس قوم میں سوال کی عادت آ جائے وہ کبھی ترقی نہیں کر سکتی۔ بلکہ سوال ہی کرتی رہتی ہے۔ حکومت نہیں کر سکتی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اسے سخت ناپسند کرتے تھے۔ آپ سے ایک دفعہ ایک شخص نے سوال کیا۔ اور آپ نے اُسے کچھ دیا۔ اس نے پھر سوال کیا اور آپ نے اُسے کچھ دیا۔ پھر سوال کیا۔ اور آپ نے پھر دیا۔ مگر ساتھ ہی فرمایا کہ کیا تمہیں ایک ایسی بات بتاؤں جو سوال سے بہت اچھی ہے۔ پھر آپ نے اُسے نصیحت کی کہ سوال نہ کیا کرو۔ اس پر اس کا ایسا اثر ہوا کہ ایک جنگ میں ایک دستہ فوج کا وہ افسر تھا اس کا کوڑا گر گیا۔ یہ حالت ایسی خطرناک ہوتی ہے کہ ذرا سی غفلت سے سر اُڑ جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔ ایک شخص نے کہا آپ نہ اتریں خطرہ ہے میں کوڑا پکڑا دیتا ہوں۔ مگر اس نے کہا خدا کی قسم کوڑے کو ہاتھ نہ لگانا۔ مجھے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہوا ہے۔ گویا صحابہ رضی اللہ عنہم ایسی حالت میں بھی دوسرے کا دست نگر ہونا گوارا نہ کرتے تھے۔ جب جان کا خطرہ ہوتا تھا

یاد رکھو

جس قوم میں سوال کی عادت ہو وہ کبھی ترقی نہیں کرتی۔ سوال کی عادت درحقیقت ایک وبا کی طرح ہوتی ہے اور جب یہ شروع ہو جائے
تو پھیلتی چلی جاتی ہے۔ میں نے دیکھا ہے۔ مجلس میں بیٹھے ہوئے ایک شخص کوئی بات پوچھتا ہے تو دوسرا کہتا ہے میرا بھی ایک سوال ہے تیسرا کہتا ہے میرا بھی ایک سوال ہے اور اسی طرح سوالات کی ایک رو چل جاتی ہے پس قومی اخلاق کے لئے

سوال کی عادت کو مٹانا ضروری ہے

محلوں کے ذمہ دار افراد کا فرض ہے کہ وہ نہ صرف ہر شخص کیلئے روٹی کپڑا مہیا کریں بلکہ یہ بھی دیکھتے رہا کریں کہ کوئی شخص نکما نہ رہے سوائے ان معذوروں کے جو کام کر ہی نہیں سکتے یا طالب علموں کے جو اگر کام کریں تو پھر پڑھ نہیں سکتے

ولادت

مورخہ ۲۲-۲-۱۴ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے بھانجی عطا فرمائی۔ نومولودہ برادرم شرافت احمد صاحب ایڈووکیٹ کی بیٹی محترم مصاحب خان صاحب ریٹائرڈ ڈی آئی۔ جی۔ ایس آف کیرنگ کی پوتی اور سید زین العابدین صاحب آف مدراس کی نواسی ہے بزرگان سلسلہ و درویشان قادیان سے عاجزانہ درخواست ہے کہ وہ بچی کی درازیٔ عمر اور نیک صالحہ اور خادمہ دین بننے کے لئے دعا فرمائیں۔
خاکسار ڈاکٹر حمید حسن صاحب ویٹرنری ڈاکٹر مدراس۔
نوٹ:- مکرمی ڈاکٹر صاحب نے اس خوشی میں مبلغ ۱/۵ روپے اعانت بدر/۱۰ روپے درویش فنڈ اور ۱۰/۵ روپے مساجد فنڈ کے لئے ارسال فرمائے ہیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

اسلام کا ایک بہادر مجاہد ہم سے جدا ہو گیا

چوہدری فتح محمد صاحب سیال کی المناک وفات

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی ربوہ

آج مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۶۰ء صبح ۹½ بجے کے قریب حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم۔اے وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ کل شام کی نماز کے بعد انہیں اچانک دل کا دورہ ہوا۔ اور آج صبح وہ اپنے مولا کو پیارے ہو گئے۔ چوہدری صاحب مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی ابن صحابی تھے اور ان کے داماد چوہدری عبداللہ خاں صاحب مرحوم بھی گویا پیدائشی لحاظ سے صحابی تھے اس طرح چوہدری فتح محمد صاحب سیال نے گویا اوپر اور نیچے ہر دو جانب سے برکت کا ورثہ پایا تھا۔ چوہدری صاحب مرحوم کو یہ امتیاز بھی حاصل تھا کہ وہ جماعت کی طرف سے پہلے مبلغ کے طور پر انگلستان میں تبلیغ اسلام کے لئے بھجوائے گئے۔ اور نہ صرف ایک دفعہ بھجوائے گئے بلکہ انہیں متعدد مرتبہ تبلیغ کی غرض سے باہر جانے کا شرف حاصل ہوا۔ انہیں دراصل تبلیغ کا غیر معمولی عشق تھا۔ اور انہیں خدا نے تبلیغ کا ملکہ بھی ایسا عطا کیا تھا کہ بہت جلد اپنی گفتگو سے دوسرے کا دل صداقت کے حق میں جیت لیتے تھے اور زمینداروں پر تو گویا ان کا جادو چلتا تھا۔ پھر ملکانہ علاقہ میں بھی وہ سالہا سال تک جماعت کی تبلیغی مہم کے نگران اور قائد رہے۔ اور انہوں نے ایک بہت لمبے عرصہ تک مرکزی ناظر دعوت و تبلیغ اور ناظر اعلیٰ کے فرائض بھی بڑی کامیابی کے ساتھ ادا کئے۔ اور مقامی تبلیغ کے تو وہ گویا ہیرو تھے۔ جن کے ہاتھ پر بے شمار لوگوں نے صداقت کو قبول کیا۔

چوہدری صاحب بڑے سادہ مزاج اور بہت بے تکلف طبیعت کے بزرگ تھے اور گو وہ کام کی تفصیلات کو بعض اوقات بھول جاتے تھے۔ مگر اصولی امور میں وہ حقیقتہً غیر معمولی ذہانت کے مالک تھے۔ اور ان امور میں ان کی نظر بعض اوقات اتنی گہری جاتی تھی کہ حیرت ہوتی تھی کہ ایسی سادہ طبیعت کا انسان اصولی امور میں اتنا ذہین اور اتنا دور رس ہے۔ چوہدری صاحب کو ملکی تقسیم کے ایام میں ضمناً سیاست کا شکار بنکر قید بھی ہونا پڑا۔ مگر اس قید کا زمانہ بھی انہوں نے کمال صبر اور بشاشت سے برداشت کیا۔ بلکہ جیل خانہ میں بھی کئی لوگوں کو (جن میں بعض کافی مخالف تھے) اپنی مخلصانہ تبلیغ سے رام کر لیا۔

گو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں چوہدری صاحب بالکل نوعمر بلکہ طالب علم تھے مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ انہیں ذاتی تعارف کا شرف حاصل تھا اور حضور ان کو محبت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ ایک دفعہ کسی سفر میں مصاحبت کا سوال تھا تو ساتھ جانے والوں کی فہرست دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود کہہ کر چوہدری صاحب کا نام لکھایا۔ بلکہ نام لکھنے والوں سے کہا کہ شاید آپ لوگوں نے فتح محمد کا نام اس لئے چھوڑ دیا ہے کہ وہ تو بہرحال پہونچ ہی جائے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے ساتھ بھی چوہدری صاحب کا بچپن کا ساتھ تھا۔ چنانچہ رسالہ تشحیذ الاذہان کے اجراء میں اور پھر مجلس انصار اللہ کے قیام میں وہ شروع سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہے۔ دراصل وہ حضور کے ذاتی دوستوں میں سے تھے۔ اور حضور کے ساتھ بے حد عقیدت رکھتے تھے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کے ساتھ تو ان کا جسمانی رشتہ بھی تھا۔ یعنی زوجہ اولیٰ کے بطن سے حضورؓ کی نواسی (امامہ بیگم مرحومہ) چوہدری صاحب ہی کے عقد میں آئیں۔ اور چوہدری صاحب کی زیادہ اولاد انہی کے بطن سے ہوئی۔ اور بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے ساتھ بھی چوہدری صاحب کا رشتہ قائم ہو گیا۔ کیونکہ حضور کی چھوٹی صاحبزادی عزیزہ امۃ الجمیل سلمہا چوہدری صاحب کے فرزند عزیز ناصر محمد سیال واقف زندگی کے ساتھ بیاہی گئی۔

چوہدری صاحب مرحوم ایک بڑے مجاہد اور نڈر اور بہادر مبلغ ہونے کے علاوہ تہجد گزار اور نوافل کے پابند اور دعاؤں میں بہت شغف رکھنے والے بزرگ تھے اور وہ صاحب کشف و رؤیا بھی تھے۔ میں جن دوستوں اور بزرگوں کو عموماً دعا کے لئے لکھا کرتا تھا ان میں چوہدری صاحب مرحوم کا نام بھی شامل تھا۔ مجھے اس مخلص اور بے ریا اور وفادار بھائی کی وفات کا بڑا صدمہ ہے۔ مگر

بلانیوالا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ اور جماعت کو ان کا بدل عطا فرمائے۔ اور ان کی اولاد اور بیوی اور دیگر لواحقین کا دین و دنیا میں حافظ و ناصر ہو۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

خاکسار مرزا بشیر احمد

۲۸ فروری ۶۰ بروز اتوار ربوہ

چوہدری فتح محمد صاحب سیال کی وفات

رقم فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

چوہدری فتح محمد صاحب سیال فوت ہو گئے ہیں انا للہ و انا الیہ راجعون۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اُن سے بہت محبت کرتے تھے رات کے وقت تار دینے کی ضرورت پڑتی تو ان کو ہی بٹالہ بھجوایا کرتے تھے۔ جب خواجہ صاحب کو انگلستان میں مشکلات پیش آئیں۔ تو حضرت خلیفہ اولؓ نے ان کو ان کی مدد کے لئے بھجوایا تھا۔ ڈاکٹر عبیداللہ صاحب امرتسری نے واپس آ کر ان کی بڑی تعریف کی کہ بہت صالح آدمی ہیں۔

جب میں نے تشحیذ الاذہان جاری کیا تو جن لوگوں نے ابتداء میں میری مدد کی ان میں یہ بھی شامل تھے۔ ملکانہ تحریک ساری انہوں نے چلائی تھی۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے داماد بھی تھے۔ پٹی اور قصور کے بڑے زمیندار خاندان میں سے تھے۔ بچپن سے میرے ساتھ کام کیا۔ مجھے افسوس ہے کہ وفات کے وقت مجھے پتہ بھی نہ لگا۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور اس کے فرشتے ان کو لینے کے لئے آ گئے آئیں۔ اور خدا تعالیٰ کی برکتیں ہمیشہ ان پر اور ان کے خاندان پر نازل ہوتی رہیں۔ میری ایک بیٹی بھی ان کی بہو ہے۔ خدا اس کو بھی اپنے خاوند کی خدمت اور اپنے خسر کے لئے دُعا کی توفیق دے۔ آمین۔

جوانی سے چوہدری صاحب نے سلسلہ کی خدمت کی۔ قادیان جہاں سے وہ ہجرت کر کے آئے تھے اللہ تعالیٰ انکو دائمی طور پر وہیں لے جائے۔ اور جس طرح زندگی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ساتھ دیا تھا اب وفات کے بعد دائمی طور پر اُن کا قُرب نصیب ہو۔ آمین ÷

جو بادہ کش تھے پرانے وہ اُٹھتے جاتے ہیں
کہیں سے آبِ بقائے دوام لے ساقی

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی ربوہ

حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال کی وفات کے متعلق میرا نوٹ الفضل میں چھپ چکا ہے۔ یہ نوٹ میں ایک اور غرض سے لکھ رہا ہوں۔ جو جماعتی ترقی سے تعلق رکھتی ہے۔ کل جب مجھے چوہدری صاحب مرحوم کے جنازہ کی نماز پڑھانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ تو مجھے بعض خیالات کے غیر معمولی ہجوم کی وجہ سے نماز پڑھانی مشکل ہو گئی۔ اور میں بڑی کوشش سے اور طبیعت پر زور دے کر مسنون دعائیں پڑھ سکا کیونکہ بار بار یہ خیال آتا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحبت یافتہ لوگ گزرتے جاتے ہیں۔ مگر ان کی جگہ لینے کیلئے نئے آدمی اس رفتار سے تیار نہیں ہو رہے جیسا کہ ہونے چاہئیں اور پھر جو لوگ نئے تیار ہو رہے ہیں وہ عموماً اس للّٰہیت اور اس جذبۂ خدمت کے مالک نہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کے لوگوں کا طرۂ امتیاز رہا ہے۔ بیشک بعض بہت قابلِ رشک نوجوان بھی پیدا ہو رہے ہیں۔ مگر کثرت و قلت کا فرق اتنا ظاہر وباہر ہے کہ کوئی سمجھدار شخص اس فرق کو محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

بہرحال میرے دل و دماغ پر اس خیال نے اتنا غلبہ پایا۔ کہ بعض اوقات میں نماز جنازہ میں مسنون دعاؤں کو بھول کر اس دعا میں لگ جاتا تھا۔ کہ خدایا تیری ممیت والی صفت جب زندوں کو مار رہی ہے تو اپنے فضل و کرم سے اپنی محیی والی صفت کے ماتحت مرنے والوں کی جگہ لینے کے لئے ہم میں ساتھ ساتھ زندہ وجود بھی پیدا کرتا چلا جا تاکہ جماعت میں کسی قسم کا خلا یا کمزوری نہ آنے پائے۔ اور اس کا قدم ہر آن ترقی کی طرف اُٹھتا چلا جائے۔ جنازہ کے دوران میں بلکہ تجہیز و تدفین کے دوران میں بھی میرا قریباً سارا وقت اسی فکر اور اسی دعا میں گزرا۔ چنانچہ جو شعر اس نوٹ کے عنوان میں درج کیا گیا ہے وہ بھی اصولی طور پر اسی لطیف مضمون کا حامل ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ جو لوگ اکٹھے بیٹھ کر شرابِ طہور پیا کرتے اور مجلس جمایا کرتے تھے۔ وہ اب ایک ایک کر کے اُٹھتے جاتے ہیں۔ اور پرانی مجلس سونی ہوتی جا رہی ہے اب اس کا ایک ہی علاج ہے کہ اس مجلس میں بیٹھنے والوں کو کوئی ایسا آبِ حیات مل جائے جو ان پر موت کا دروازہ بند کر دے۔ اور اس طرح یہ پاکیزہ مجلس ہمیشہ گرم رہے۔

میں انہی خیالات میں سرگرداں تھا کہ میرے دل کی گہرائیوں سے یہ آواز اُٹھی کہ اسلام نے یہ آبِ حیات بھی مہیا کیا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ
قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ
أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ
عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ

"یعنی جو لوگ خدا کے رستہ میں زندگی گزارتے ہوئے فوت ہوں۔ اور قربانی کی موت حاصل کریں۔ ان کو ہرگز مُردہ نہ سمجھو۔ بلکہ وہ زندہ ہیں (اور ہمیشہ زندہ رہیں گے) اور ان کی زندگی کی علامت یہ ہے کہ مرنے کے بعد بھی خدا کی طرف سے ان کو رزق مہیا کیا جاتا ہے جو انسانی زندگی کے نشو و نما کا موجب ہے۔"

اس لطیف آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ شہداء کی زندگی نہ صرف اپنی ذات میں کبھی ختم نہیں ہوتی۔ بلکہ ہر شہید کی موت بہت سے دوسرے لوگوں کی زندگی کا باعث بن جاتی۔ اور جماعت کی غیر معمولی ترقی کا موجب ہوتی ہے اور جاننا چاہیئے کہ جیسا کہ قرآن و حدیث میں صریح اشارات پائے جاتے ہیں کہ شہید سے صرف وہی شخص مراد نہیں جو کسی دینی لڑائی میں مارا جائے۔ بلکہ ہر وہ شخص بھی شہیدوں میں داخل ہے جو (۱) خدمتِ دین میں زندگی گزارتا ہوا فوت ہو (۲) اور اس کا نمونہ بھی ایسا ہو کہ دوسروں کے لئے ترغیب و تحریص اور اقدام فی الدین کا موجب بن جائے مجھے حافظ شیرازی کا یہ شعر بہت پسند ہے کہ:-

ہرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

پس میں جماعت کے نوجوانوں کو بڑے درد دل کے ساتھ نصیحت کرتا ہوں کہ وہ مرنے والوں کی جگہ لینے کے لئے تیاری کریں۔ اور اپنے دلوں میں ایسا عشق اور خدمتِ دین کا ایسا ولولہ پیدا کریں۔ کہ نہ صرف جماعت میں کوئی خلاء پیدا نہ ہو۔ بلکہ ہمارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کی طفیل جماعت کی آخرت اس کی اول سے بھی بہتر ہو۔ یقیناً اگر ہمارے نوجوان ہمت کریں۔ تو خدا تعالیٰ کے فضل سے اس مقصد کا حصول ہرگز بعید نہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ خدا کا یہ وعدہ ہے۔ جو حضور نے ان شاندار لفظوں میں بیان فرمایا ہے کہ:-

"خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے۔۔۔۔ کہ میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم و معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ وہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل کی روشنی سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔ اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پئے گی۔ اور یہ سلسلہ زور سے بڑھیگا اور پھولے گا اور پھیلے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جائے گا۔"

خدا کرے کہ ہم اور ہماری اولادیں اس عظیم الشان بشارت سے حصہ پائیں اور اسلام اور احمدیت کا جھنڈا دنیا میں بلند سے بلند تر ہوتا چلا جائے۔ یاد رکھو کہ ایسی زندگی چنداں شاندار نہیں سمجھی جا سکتی کہ انسان ایک بلبلہ کی طرح اُٹھے اور پھر بیٹھ جائے اور ساٹھ ستر سال کی عمر میں اس کی فعال زندگی کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو جائے بلکہ اصل شان اس میں ہے کہ انسان کی جسمانی موت کے بعد بھی اس کے آثار اس کی اولاد اور اس کے شاگردوں اور اس کے دوستوں اور اس کے عزیزوں اور اس کے علمی اور عملی کارناموں کے ذریعہ روشن جواہرات کی طرح چمکتے رہیں۔ قرآن نے کیا خوب فرمایا ہے کہ

وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ
خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا
وَخَيْرٌ أَمَلًا۔ پس:-

بجوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

والسلام۔ خاکسار
مرزا بشیر احمد
ربوہ ۲۹/فروری سنہ ۱۹۶۰ء

حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال رضی اللہ عنہ کی وفات

از محترم جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ

آج بروز اتوار مورخہ ۲۸/فروری چوہدری فتح محمد صاحب سیال رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ زمانہ طالب علمی نوجوانی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ اور اکثر باتیں سنیں۔ قرب حاصل کیا۔ آپ کے حضور زندگی وقف کرنے کا شرف اولیں حاصل ہوا۔ پھر خلافت اولیٰ میں سب سے پہلے مبلغ انگلستان حضرت خلیفہ ثانی کی انجمن (مجلس انصار اللہ) کی فہرست سے گویا آپ ہی تھے وہاں خواجہ کمال الدین صاحب کی زبردست شخصیت کے مقابل پر بڑی استقامت سے رہے۔ پھر جماعتی خدمات ناظر دعوت و تبلیغ و ناظر اعلیٰ ہونے کے لحاظ سے نمایاں رہیں۔

میں نے موصوف رضی اللہ عنہ کی تاریخ وفات میں یہ فقرہ لکھا ہے:-

آہ صد آہ چوہدری فتح محمد سیال صحابی امام مہدی چل بسے
۱۳۷۵ھ

درخواست ہائے دعا:- (۱) میرا اکلوتا بیٹا عزیز شاہد احمد کے کان میں ایک خطرناک زخم ہے جس کا اپریشن ہونیوالا ہے (۲) میری بیوی عرصہ دراز سے مختلف امراض میں مبتلا ہے اعصاب دونوں بہت ہی بیمار رہے ایک تو اپنی بیماری پھر بچے کی بیماری سے اور بھی پریشان ہے (۳) خاکسار بھی بیمار رہتا ہے اور چلنے پھرنے سے بالکل معذور ہو گیا ہے۔ حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ اور بزرگان سلسلہ اور درویشان کی خدمت میں عاجزانہ درخواست ہے کہ ہم تینوں کیلئے خاص طور پر دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے شفا کاملہ اور صحت عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔ خاکسار سید غلام احمد مجدی عفا اللہ عنہ سونگڑہ کٹک (۴) مجاہدین بزرگان سلسلہ ہندوپاکستان خصوصاً سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت عالیہ میں عاجزانہ ملتمس ہوں کہ مجھ دور افتادہ کی معیشت کیلئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری ۔۔۔ مولیٰ تمام مشکلات کو اپنے فضل سے حل فرمائے اور آئے دن کی پریشانیوں سے نجات بخشے اور سلسلہ کی مالی و جانی قربانیوں کی توفیق عطا فرمائے اور ترقی درجات کی اور دینی و دنیوی اسباب سے نوازے۔ آمین خاکسار محمد صدیق ثانی از یوپی۔

فضائل رمضان المبارک

فضل الرحمان صاحب نعیم ادارۃ المصنفین ربوہ

انسانی زندگی کے دو پہلو ہیں۔ انفرادیت اور اجتماعیت۔ سوسائیٹی سے متعلق تمام امور میں خواہ وہ مذہبی ہوں یا سیاسی، تمدنی ہوں یا اخلاقی اور سیاسی ہوں یا قومی۔ ان دونوں پہلوؤں کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے ورنہ انسانی سوسائیٹی کی گاڑی غیر متوازن ہو کر اپنی سیدھی راہ کھو بیٹھے گی۔

اصل اور کامیاب طریقہ صرف یہی ہے کہ انفرادیت اور اجتماعیت دونوں کو ایک ساتھ متوازن طور پر قائم رکھا جائے۔

اور مذاہب عالم میں صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے اس طریقہ کو مدنظر رکھا ہے۔

اس نے انفرادیت کے ساتھ اجتماعی روح کو بھی ایک بلند تر مقام عطا کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو اُمّۃً وسطاً کے بے نظیر نام سے موسوم کیا ہے۔ کیونکہ صرف یہی ایک ایسی اُمت ہے۔ جو دونوں پہلوؤں کو بیک وقت مدنظر رکھ کر درمیانی راہ پر گامزن ہے۔

اسلامی عبادات میں انفرادیت اور اجتماعیت لازم و ملزوم قرار دیا گیا ہے اور جماعت کا اصل قائم کر کے انفرادیت اور مذہب کی اصل غرض کو پورا کیا گیا ہے۔ اسلام میں سب سے اول عبادت نماز ہے جسے باجماعت فرض قرار دیا گیا ہے۔

پھر زکوٰۃ ہے اور اس میں بھی یہی روح کار فرما نظر آتی ہے۔ حج ہے جو قومی اجتماع کا سب سے زیادہ مؤثر اور بہترین ذریعہ ہے اسی طرح روزے ہیں۔

روزے بھی دو طرح کے ہیں۔ انفرادی اور اجتماعی۔ انفرادی روزہ ہر قوم اور ہر اُمت میں پایا جاتا ہے۔ لیکن اجتماعی روزے صرف اسلام میں پائے جاتے ہیں۔ ان اجتماعی روزوں سے ہندوؤں میں یہ مذہب یہود یا نصاریٰ میں نہ زرتشتیوں میں ہے۔ ان کی نظیر کسی بھی مذہب و ملت میں نہیں ملتی۔

رمضان المبارک کے فضائل اَن گِنت اور بے شمار ہیں۔ قرآن حکیم نے جامع اور مانع رنگ میں ان کا ذکر کیا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فعلاً اور قولاً رمضان کے فضائل ثابت کئے اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ اور مصلح موعود ایدہ اللہ نے بھی اس مبارک مہینے کی فضیلت کو بارہا بیان فرمایا۔ قرآن حکیم میں رمضان المبارک کے فضائل یوں بیان ہوئے ہیں:۔

رمضان کی فضیلت قرآن حکیم سے

اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:۔

یاایھا الذین اٰمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون (پ ۲ ع ۷)

کہ اے مسلمانو! تم پر بھی روزوں کا رکھنا اسی طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں تاکہ تم روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے بچو۔

گویا مسلمانوں کو یہ نیا حکم نہیں دیا گیا بلکہ گذشتہ تمام اُمتوں نے بھی روزے رکھے اس آیت سے معلوم ہوا کہ روزوں کی ایک فضیلت یہ ہے کہ ان کی وجہ سے انسان متقی بن کر روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے بچ جاتا ہے۔

پھر فرمایا:۔

شھر رمضان الذی انزل فیہ القراٰن ھدًی للناس وبیّنٰت من الھدیٰ والفرقان ط

کہ رمضان کی ایک اور بڑی فضیلت یہ ہے کہ اس مبارک و افضل مہینے میں قرآن حکیم ایسی نادر و نایاب اور بے نظیر کتاب نازل کی گئی۔ ایسی کتاب جو اقوام عالم کے لئے ہدایت کا موجب ہے۔ اور اس کے اندر ایسے ٹھوس اور واضح دلائل ہیں جو ہدایت پیدا کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی قرآن میں الٰہی نشان بھی ہیں۔ غرضیکہ ایسی زبردست کتاب کو اللہ تعالےٰ نے رمضان المبارک میں نازل فرمایا ہے۔ یہ امر اس عظیم مہینے کی خوش بختی و افضلیت پر دال ہے۔

رمضان المبارک کے فضائل بیان فرماتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے بتایا کہ مقدس مہینہ صرف ان ہی فضائل کا حامل نہیں ہے بلکہ یہ ایک ایسا مہینہ ہے کہ

واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی لعلھم یرشدون۔

جب میرے بندے مجھ سے تجھ سے (مجھ) کو مانگتے ہیں تو میں ان کے پاس چلا جاتا ہوں جب دعا کرنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔ پس چاہیئے کہ دعا کرنے والا مجھے بھی (یعنی میرے حکم کو) قبول کرے اور مجھ پر پختہ ایمان و یقین رکھے تا اس کا انجام بخیر ہو۔

یوں تو اللہ تعالےٰ ہر دم پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہے۔ لیکن رمضان المبارک کی یہ خاص فضیلت ہے کہ اللہ تعالےٰ کی رحمتیں اور اس کے فضل کی بے پناہ بارش اسی مہینے میں پے در پے ہوتی چلی جاتی ہے یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ خود ہی سائل کا جواب بن جاتا ہے اس کے قریب تر آجاتا ہے اور اس پر اپنی رحمتیں نچھاور کرتا ہے۔

فیوض و برکات کے یہ لازوال خزانے رمضان المبارک ہی کے مقدس ایام میں تقسیم کئے جاتے ہیں۔ لیلۃ القدر جو رمضان شریف کا ایک نہایت ہی اہم اور مقدس حصہ ہے اس کے متعلق اللہ تبارک و تعالےٰ فرماتے ہیں:۔

انا انزلنہ فی لیلۃ القدر وما ادراک ما لیلۃ القدر لیلۃ القدر خیر من الف شھر تنزل الملٰئکۃ والروح فیھا باذن ربھم من کل امر سلام ھی حتی مطلع الفجر (پ ۳۰ ع ۲۲)

ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (یا قرآن) کو ایک (عظیم الشان) تقدیر والی رات میں اتارا ہے۔ اور اے مخاطب تجھے کیا معلوم کہ یہ (عظیم الشان) رات جس میں تقدیریں اترتی ہیں کیا شے ہے۔

یہ (عظیم الشان) تقدیروں والی رات تو ہزار مہینے سے بھی بہتر ہے۔ ہر قسم کے فرشتے اور (کامل) روح اس (رات) میں اپنے رب کے حکم سے تمام (دینی و دنیاوی) امور سے کر اترتے ہیں (اور فرشتوں کے اترنے کے ساتھ) سلامتی ہی ہوتی ہے اور یہ حالی صبح کے طلوع ہونے تک رہتا ہے۔"

پس کس قدر عظیم الشان ہے یہ رات اور کتنا رفیع المرتبت ہے یہ مبارک و مقدس مہینہ جس کی صرف ایک ہی رات ہزارہا مہینوں سے افضل ہے۔

فضائل رمضان از روئے حدیث

قرآن حکیم کے ارشادات کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات عالیہ جو قرآن حکیم کی اصل تفاسیر ہیں ہمارے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ رمضان المبارک کے متعلق سرورِ کائنات، سردارِ دو جہان آقائے نامدار حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات یہ ہیں:۔

(۱) ابی ھریرۃ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب رمضان تشریف لے آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔[۱]

اور دوسری روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ اور دوزخ کے دروازے بند کئے جاتے ہیں[۲] اور شیاطین قید کئے جاتے ہیں[۳] (بخاری و مسلم) اور ایک روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔

(۲) سہل ابن سعد سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ ان میں سے ایک کا نام ریّان[۴] ہے جس میں صرف روزہ دار داخل ہوں گے (بخاری و مسلم)

(۳) ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو روزے رکھے گا رمضان میں سچے دل اور پختہ یقین کے ساتھ اور ثواب کی خاطر اس کے تمام سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اور جس نے قیام[۵] کیا رمضان میں صحیح اعتقاد ایمان کے ساتھ اور حصول ثواب کی خاطر اس کے بھی تمام سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اور اسی طرح جس نے لیلۃ القدر میں ایمان اور ثواب کی خاطر قیام کیا اس کے بھی سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (بخاری و مسلم) (باقی)

---

[۱] یعنی ان دنوں میں آسمان سے پے در پے رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور بفرکی نیک لوگ کے اعمال صالحہ قبول ہوتے ہیں اور دعائیں سنی جاتی ہیں۔

[۲] یعنی نیک کاموں کی وجہ سے جہاں جنت کے دروازے کھلتے ہیں وہاں برائیاں معدوم ہو کر جہنم کا راستہ بند ہوتا ہے

[۳] روزہ دار شیطانی وسوسوں سے بچایا جاتا ہے۔

[۴] ریان کے معنی ہیں سیراب۔

[۵] قیام کرنے یعنی تراویح پڑھے تلاوت قرآن پاک میں مشغول رہے۔ طواف کرے۔ وغیرہ عبادتیں سرانجام دے۔

ضروری اعلان

رسالہ تحریکات الدین عامہ کے امتحان کا نتیجہ قبل ازیں غلط شائع ہوگیا ہے۔ جس کا افسوس ہے۔ صحیح نتیجہ عنقریب شائع کیا جائے گا۔

دوست مطلع رہیں
ناظر تعلیم و تربیت قادیان

یوم مصلح موعود کی مبارک تقریب پر مختلف مقامات میں جلسے

یاڑی پورہ

۲۰ فروری ۱۹۶۰ء کو محلہ احمدیہ یاڑی پورہ کے صحن میں جماعت احمدیہ یاڑی پورہ کا بعد نماز ظہر یوم مصلح موعود کا جلسہ زیر صدارت عبدالسلام صاحب ٹاک منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد صاحب صدر نے حضرت مصلح موعود ظاہری اور باطنی علوم سے پُر کیا جائے گا کے موضوع پر تقریر کی اور بتایا کہ حضور کس طرح سے ظاہری و باطنی علم سے پُر ہیں۔ چند مثالیں پیش کر کے ثابت کیا۔ اور چند غیر احمدی صاحب علم لوگوں کی رائیں بھی پیش کیں۔ (۲) اس کے بعد خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ اشتہار پڑھ کر سامعین کو سنایا۔ جس میں مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ کا وجود پاک اس بات کا ثبوت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی اس زمانہ کے مامور ہیں۔ کیونکہ حضور نے خدا تعالیٰ سے خبر پاکر اعلان کیا تھا۔ کہ خدا نے ایک بیٹے کی خبر دی ہے۔ جو حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ ان تمام باتوں کو پیش کر کے بتایا کہ کس طرح خدائی نوشتوں میں لکھی ہوئی باتیں اس زمانہ میں پوری ہو رہی ہیں۔ اور حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا باوجود یکہ خرابیٔ صحت بھی ہے۔ اور پھر بھی اشاعت اسلام کے لئے بیقرار ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا تمام دنیا میں لہرائے۔ اور تمام جھنڈوں سے اسلام کا جھنڈا ہی بلند ہو۔

خاکسار حکیم میر غلام محمد پریذیڈنٹ
۲۰/۲/۶۰ جماعت احمدیہ یاڑی پورہ

کیرنگ (اڑیسہ)

۲۰ فروری کو مصلح موعود کا جلسہ منعقد کیا گیا۔ مغرب کی نماز کے بعد جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم و نظم اردو و اُڑیہ کے بعد جناب یٰسین خاں صاحب نے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود کی صداقت پر یہ ایک زبردست ثبوت ہے کہ آپ نے مصلح موعود کے بارہ میں جو پیشگوئی فرمائی تھی۔ وہ آج حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے وجود میں پوری ہوگئی (۲) شیخ مکرم علی صاحب نے بیان کیا کہ حضرت رسول کریم صلعم سے لے کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام تک بڑے بڑے بزرگ حضرت مصلح موعود کے بارے میں پیشگوئی کرتے آرہے تھے جو کہ آج حضرت خلیفۃ

المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے وجود میں پوری ہوئی۔ بعد ازاں آپ نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے کارنامے بیان کئے (۳) جناب ضیاء الدین خاں صاحب نے بیان کیا کہ بڑے بڑے مسلمان بادشاہوں کے ذریعہ دنیا میں اسلام کی تبلیغ نہیں ہوئی تھی۔ آج حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ذریعہ دنیا کے کناروں تک تبلیغ اسلام ہو رہی ہے۔ اور جو لوگ حضرت رسول کریم صلعم کو بُرا بھلا کہتے تھے وہ آج احمدیت میں داخل ہو کر حضور صلعم پر درود بھیج رہے

اُن کو اسلام میں داخل کر دے گا۔

آخر میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کاملہ و درازیٔ عمر کے لئے دعا کے بعد ۹½ بجے شب جلسہ برخاست ہوا۔ جلسہ میں مرد و زن کافی تعداد میں شامل ہوئے تھے۔

خاکسار محسن خاں دیہاتی مبلغ
از کیرنگ

امروہہ

مورخہ ۲۰ فروری بروز ہفتہ بوقت ساڑھے سات بجے شب مصلح الموعود کی تقریب سعید خاکسار

۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کا ظہور

(از محترم جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ)

ذیل کا منظوم کلام محترم جناب قاضی صاحب نے بدر کے مصلح موعود نمبر کے لئے ارسال فرمایا تھا مگر تاخیر سے ملنے کے باعث اس نمبر میں شائع نہ ہو سکا۔ اور اب تقریب اشاعت کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

اب ملائک یہ سناتے ہیں کہ الصبح قریب
دیکھئے دیکھئی ہوتی ہے مجھی بھی یہ نصیب

مطمئن رکھنے کو کافی ہے تیرے یہ لئے دل
پھیلتا جائے بہ اکناف جہاں ذکر حبیب

بات سرگوشی میں باہم جو کیا کرتے تھے
سر منبر اسے کہتے ہیں بہ اعلان خطیب

آسماں پر گیا نہ کوئی نہ آئے گا کوئی
انتظار آپ عبث کرتے ہیں اے اہلِ صلیب

آنے والا جو تھا وہ آبھی چکا مدت سے
کام اس کا سنبھالے ہوئے ہیں خوب منیب

دیکھ لو ربوہ میں ہے طور تسلی مشہود
مطمئن رکھنے کو کافی ہے ہمارے اب تو
شاہد منہ کے انوار عیاں ہیں ترتیب
ذکر اللہ تعالیٰ کا یہ تمذکار رقیب

جس کا بیمار ہوں میں وہی شفا بھی دے گا
فکر صحت کا مری کس لئے کرتے ہیں طبیب

فروری بیس کو جو پیشگوئی فرمائی
ہوگئی پوری وہ محمود میں بارنگ عجیب

عمر تو خواب میں گذری ہے یا میّسر وصال
دیکھئے جاگتے بھی ہیں کبھی اکمل کے نصیب

رہے ہیں۔ یہ حضرت مصلح موعود کی صداقت پر زبردست ثبوت ہے۔ (۴) جناب مولوی شیخ طاہر الدین صاحب نے بیان کیا کہ مصلح موعود کی پیشگوئی میں ایک لفظ یہ تھا کہ وہ "اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا"۔ آپ نے اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اسیر سے مراد وہ قیدی نہیں ہیں جو کہ کسی جرم کی بنا پر جیل خانہ میں بند ہیں بلکہ اسیر سے مراد وہ لوگ ہیں جو کسی نہ کسی مذہب میں رہ کر اپنے لئے ایک حد مقرر کر کے اس کے اندر محصور ہو گئے ہیں اسلام کی طرف نہیں آتے۔ اس سے مراد یہ تھا کہ حضرت مصلح موعود ان کی حدوں کو توڑ کر ان میں تبلیغ کر کے

کی صدارت میں عمل میں آئی۔

تلاوت قرآن کریم و نظم کے بعد خاکسار نے اس مبارک تقریب کی غرض و غایت حاضرین جلسہ کے سامنے بیان کی اور بتایا کہ یہ دن جہاں ہمارے لئے خوشیوں اور مسرتوں کا دن ہے۔ وہاں پر سیدنا حضرت اقدس المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کو رہتی دنیا تک آشکار کرتا رہے گا۔ اور اسلام کی صداقت کے متلاشیوں کے لئے ہمیشہ رہنمائی کرتا رہے گا

اس کے بعد رئیس الدین صاحب نے پیشگوئی مصلح موعود کا متن سنایا۔

ان کے بعد مکرم انوار احمد صاحب نے اخبار بدر میں سے ایک مضمون پڑھ کر سنایا جس کو حاضرین جلسہ نے نہایت توجہ اور انہماک کے ساتھ سنا۔

آخر میں خاکسار نے "مصلح موعود" کے عنوان پر تقریر کی۔ اور گذشتہ پیشگوئیوں کا ذکر کرتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاص سفر لدھیانہ و ہوشیار پور اور خصوصی ریاضت کا ذکر کیا۔ جس میں آپ کو اللہ تعالیٰ نے مصلح موعود کی بشارت دی۔ اور بتایا کہ جس مصلح موعود کی خوشخبری صدیوں سے مل رہی تھی۔ الحمد للہ وہ ہم میں موجود ہے اور ہم ان کے زمانہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے زمانہ خلافت میں جو جماعت نے ترقی کی خلاصۃً اُس کا بھی تذکرہ کیا۔ اور آخر میں آپ کی صحت و شفاء عاجلہ و درازیٔ عمر کے لئے دعا کی بھی تحریک کی

خاکسار منظور احمد مبلغ امروہہ

بھرت پور

تلاوت قرآن کریم و نظم کے بعد مکرم صدر صاحب نے جلسہ کا افتتاح کرتے ہوئے بتایا کہ آج دنیا کے تمام مقامات میں یوم مصلح موعود منایا جا رہا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اسلام کی ترقی کے لئے ہوشیار پور کے سفر میں چالیس دن تک چلہ کشی کی۔ جس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ نے یہ رحمت کا نشان عطا فرمایا۔ اس کے بعد محمد ثاقب علی صاحب نے بعض پیشگوئیاں بیان کر کے حضور انور کا ان کا مصداق ہونا بیان کیا۔ بعد ازاں عزیزم سراج الدین نے پیشگوئی کا متن پڑھ کر سنایا۔ اسکے بعد خاکسار نے "دعویٰ مصلح موعودؓ" کے عنوان پر تقریر کرتے ہوئے پیشگوئی کا حضور کی ذات میں حضور ہی کے دعوے کے رو سے پورا ہونا بیان کیا۔ اس کے بعد ماسٹر شمس الدین صاحب دانی نے ہجرت اور ربوہ کی بنیاد کے عنوان پر تقریر فرمائی۔ آخر میں خاکسار نے ربوہ کے چشم دید حالات بیان کئے اور دعا کے ساتھ جلسہ برخاست کیا۔

خاکسار عبدالمطلب مبلغ بھرت پور

جمشید پور

بفضلہ تعالیٰ جلسہ مصلح موعود ۲۰ فروری ۱۹۶۰ء کو منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم و نظم کے بعد خاکسار نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کی۔ اور بتایا کہ حضور آفتاب آمد دلیل آفتاب کے آپ پورے پورے مصداق ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم حضور کی قدر و قیمت کو پہچانیں اور آپ کی ہر آواز پر لبیک کہیں۔ اسکے بعد مکرم محمد احمد صاحب نے پیشگوئی "وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا" کی وضاحت کی نیز حضور کی مشابہت حضرت عمرؓ سے بھی ثابت کی۔ آخر میں مکرم امیر صاحب مقامی صدر جلسہ نے "مصلح موعود کے مصداق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ہیں" پر تقریر کی جو بہت دلچسپ تھی۔ نیز پیشگوئی کا پس منظر پیش کیا۔ خاکسار سید حمید الدین احمد سیکرٹری تبلیغ جمشید پور۔

سیاست انقلاب کے موڑ پر

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

(۲)

ملکی سیاست کیرالا میں متحدہ محاذ کی کامیابی کے بعد وزارت سازی کا سوال تھا عام خیال یہ تھا کہ ہر محاذ کے نمائندے اس وزارت میں سے لئے جائیں گے۔ مسلم لیگ والے بھی پُرامید تھے۔ مگر جب ترتیب وزارت کا سوال آیا تو یہ کہا کہ جس پارٹی کے صرف ۱۲ نمائندے ہوں وہ وزارت سے کیسے حصہ پا سکتی ہے۔ مسلم لیگ کو قلمدان وزارت سے محروم کر دیا گیا۔

عام طور پر اس کو کانگریس کی وعدہ شکنی سے تعبیر کیا جا رہا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پرجا سوشلسٹ پارٹی کے لیڈر مسٹر آشوک مہتہ نے مسلم لیگ کے نمائندے کو کیرالا وزارت میں داخل کرنے کی بہت کوشش کی۔ مگر جمہوریت میں قانون صرف اکثریت کا چلتا ہے۔ اقلیت کو صرف آزادیٔ خیال اور جب اُن نکتہ چینی کا حق دیکر بہلا دیا جاتا ہے۔ کیرالا میں بھی متحدہ محاذ کو جمہوریت کا ہی بول بالا کرنا تھا۔ وہ ہو گیا۔ اور یہ دیدۂ جمہوریت کا خمار اکثریت ہی ہے کہ سب سے پہلے لیگ کو ہی اکثریت کے آگے سر جھکانے کا حکم دیا گیا۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ اب اس کے بعد لیگ کی پالیسی کیا ہو گی۔ مگر یہ ضرور واضح ہو گیا کہ جو لوگ لیگ کے استقلال کے قائل تھے وہ غلطی خوردہ تھے۔ بہتر ہوتا کہ لیگ ملک کی گندی سیاست میں حصہ لینے کی بجائے اپنی کوشش مسلمانوں کی اقتصادی تعلیمی اور مذہبی امور تک ہی محدود رکھتی۔ یہ ملک کی سیاسی پارٹیوں کی حلیف بننے کے قابل نہیں۔ اس کا حالیہ انجام دیکھ کر تو بے اختیار یہ شعر زبان پر آتا ہے

اس عاشقی میں عزت سادات بھی گئی

کانگریس کے اس اقدام سے آئندہ جنرل الیکشن پر کیا اثر پڑے گا۔ اس کا فیصلہ مستقبل ہی کرے گا ابھی ہمیں قیاس آرائی سے پرہیز کرنی چاہیئے۔

صوبہ بمبئی کی تقسیم ملکی سیاست کا دوسرا زبردست انقلاب صوبہ بمبئی کی تقسیم ہے۔ اب یہ ریاست گجرات اور مہاراشٹر کے درمیان تقسیم ہو جائے گی۔ ۲۸ مارچ کو خود پنڈت جواہر لال نہرو گجرات کی نئی ریاست کا افتتاح کریں گے۔ اس تقسیم کے ساتھ ماضی کی کتنی تلخ یادیں وابستہ ہیں خدا کرے وہ ختم ہو جائیں اور یہ فتنۂ "تقسیم" کا کوئی نیا دروازہ نہ کھلے۔

گجرات گجرات مغربی ہندوستان کا مشہور خطہ ہے مسلمان سب سے پہلے اسی علاقہ میں آئے تھے۔ اور انگریزوں نے بھی اپنی سب سے پہلی تجارتی کوٹھی گجرات ہی کے ایک شہر سورت میں کھولی تھی۔ گجراتی ہندو اور مسلمان ہندوستان کے متمول ترین افراد سمجھے جاتے ہیں۔

احمد آباد جو صوبہ گجرات کی راجدھانی بن رہا ہے۔ یہ اسلامی تہذیب و ثقافت کا مرکز رہ چکا ہے۔ تصوف اور روحانیت کے ہزاروں چشمے یہاں سے پھوٹے ہیں اردو ادب کی خدمت میں بھی احمد آباد اور سورت کا نمایاں حصہ رہا ہے مسلمانوں کی تمدن متمول اقوام خوجے۔ بوہرے اور میمن کا وطن بھی گجرات ہی ہے۔ ابھی تک بمبئی کی تجارت۔ خوشحالی اور رونق میں گجراتیوں کا بڑا حصہ ہے۔ اب نئے صوبہ کی تشکیل سے بمبئی کی موجودہ پوزیشن کو کوئی صدمہ پہنچا ہے یا نہیں۔ اس کے متعلق لوگوں کی دو رائیں ہیں۔

مہاراشٹر علاقہ مہاراشٹر میں مرہٹی زبان بولنے والوں کی اکثریت ہے۔ یہی وہ قوم ہے جس نے مغلوں کے آخری دور حکومت میں ہندوستانی سیاست میں ہلچل مچا دی تھی۔ یہ قوم اپنی قومی خصائل میں مسلمانوں سے بہت ملتی جلتی ہے۔ ان کی زبان میں عربی اور فارسی کی موٹی موٹی اصطلاحیں موجود ہیں۔ یہ نہایت جری اور بے باک قوم ہے۔ اور ہم انہیں بہترین پہاڑی فوج کہہ سکتے ہیں۔

صوبہ مہاراشٹر کا صدر مقام بمبئی ہی ہو گا۔ اس صوبہ میں ہی بمبئی، خاندیش اور کوکن کے علاقے آتے ہیں جہاں سب سے پہلے مسلمانوں کے قدم پہنچے تھے۔

ان دونوں قوموں کی طرف سے تقسیم صوبہ بمبئی کا مطالبہ اتنی شدت سے کیا گیا کہ آخر مرکز کو اس کے آگے سر جھکانا پڑا۔ اور ہندوستان کی صوبائی سیاست بھی ایک موڑ پر آ گئی۔ اس کے ساتھ ہی کبھی کبھی پنجابی صوبہ کی سرخی بھی اخباروں کے کالم میں نظر آ جاتی ہے اور گوردوارہ الیکشن میں ماسٹر تارا سنگھ کی زبردست فتح بھی یاد آ جاتی ہے۔

فرانسیسی بم ہمارا دوسرا دلچسپ موضوع "فرانس کے بم کے اثرات" ہے۔ کہتے ہیں کہ جس وقت صحارا میں یہ ایٹم بم داغا گیا۔ ہوا کی لہر ایشیا کی طرف تھی۔ اس سے ایٹمی بخارات کا بادل صحارا سے ایشیا کی طرف بڑھا۔ یہ بادل ایسا زہریلا ہوتا ہے کہ جس چیز پر اس کا اثر پڑتا ہے وہ زہریلی ہو جاتی ہے۔ پانی۔ پھل۔ سبزی ترکاری کی غذائیت اس سے متاثر ہو جاتی ہے۔ اور یہ غذا جسم میں جانے کے بعد صحت بخش ہونے کی بجائے باعث مرض ہو جاتی ہے۔ مصر و ہند سمیت دونوں کو اس کے برے اثرات کا خوف لگا ہے۔ مصر والے دریائے نیل کا پانی ٹیسٹ کر رہے ہیں کہ ایٹمی بادل کا اس پر اثر تو نہیں پڑا۔ اور بھارت کے مایۂ ناز سائنس دان "ڈاکٹر بھابھا" یہاں کی سبزی اور ترکاری اٹھا اٹھا کر دیکھ رہے ہیں کہ کہیں یہ تو اس سے متاثر نہیں ہوئی

اعلیٰ اختیارات والی عدالت اس وقت ہندوستانی سیاست میں ایک اعلیٰ اختیارات رکھنے والی عدالت کے قیام کا مسئلہ بھی ہے۔ در اصل یہ مطالبہ تو سابق وزیر خزانہ دیش مکھ کا ہے۔ مگر صدر ہند نے بھی پنڈت جواہر لال نہرو کو جرائم کے روک تھام کی طرف متوجہ کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت بعض سرکاری محکموں میں جو قابل اعتراض باتیں پیدا ہو گئی ہیں جمہوریہ ہند کا "سربراہ" اس کا ازالہ چاہتا ہے ہندوستان کے اکثر مدبر دیش مکھ کی تجویز سے متفق ہیں۔ مگر بعض سیاست دانوں کا خیال ہے کہ یہ محض کسی کے اقتدار کو چیلنج ہے۔ ہم عصر کارکنوں میں اس قسم کے خیالات کا پیدا ہونا بعید بھی نہیں۔ سب سے تعجب تو ایس۔ کے۔ پاٹل وزیر غذا کے اس بیان پر ہے۔ جو انہوں نے ۱۲ فروری کو لنڈن سے ٹیلی ویژن پر پنڈت جواہر لال نہرو کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے۔ کہا کہ مسٹر نہرو برگد کا پیڑ ہیں۔ جو سایہ دار تو ہوتا ہے۔ مگر اس کے سایہ میں کوئی دوسرا درخت اُگ نہیں سکتا۔

اخلاقی و روحانی اقدار ایک اور سوال اخلاقی و روحانی اقدار کی حفاظت کا ہے۔ اس وقت ہمارا ملک بھی اس پر متانت و سنجیدگی سے غور کر رہا ہے۔ آزادیٔ ہند کی تاریخ کچھ ایسی ہے کہ اگر مہاتما گاندھی اور جمہوریت ہند کے سربراہ اکثر مذہبی آدمی ہیں۔ تو پنڈت جواہر لال نہرو دہریہ اور اپنے خیالات کے اظہار میں نہایت بیباک۔ آپ چالیس کروڑ ہندوستانیوں کے مذہبی عقائد پر چوٹ کرنے سے بھی نہیں چوکتے۔ بھاکڑا ننگل ڈیم دیکھ کر آپ نے فرمایا تھا کہ اب سارے دیوتاؤں کو چھوڑ کر اس ڈیم کی پوجا ہونی چاہیئے۔ وہیں آپ نے قدرت کو بھی چیلنج کیا تھا۔ اس کا قدرت جو جواب دے رہی ہے۔ وہ سارا ہندوستان دیکھ رہا ہے۔ مرکز کے بعد ریاستوں کا بھی یہی حال ہے۔ ہندوستانی اکابر کے اس دو رنگے مزاج کا پبلک پر کوئی اچھا اثر نہیں پڑا۔ جرائم میں زیادتی اور ڈسپلن میں کمی آ گئی۔ خودکشی کے واقعات بھی زیادہ ہو گئے۔ زن و شوہر کے تعلقات جس کے بغیر پرسکون و خوشگوار زندگی کا تصور ہی عبث ہے۔ ان تعلقات پر بھی بھارت کی اس دو رنگی معاشرت نے بہت بُرا اثر ڈالا۔ مسٹر چوہان وزیر اعلیٰ بمبئی نے ایک مرتبہ فرمایا کہ ہندو کوڈ بل کے نفاذ کے بعد طلاق و خلع کی جو درخواستیں آئی ہیں۔ ان میں طلاق سے دوگنی خلع کی درخواستیں ہیں۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اس دور جمہوریت میں میاں بیوی کے تعلقات زیادہ بگڑتے ہوئے ہیں۔ مرد عورتوں کی طرف سے غافل ہو گئے ہیں یا عورتیں ازدواجی پابندیاں برداشت کرنے کی طاقت کھو بیٹھی ہیں۔

سماج کا یہ بگڑا ہوا نقشہ دیکھ کر دلی دوستوں کو تردد دامن گیر ہوا۔ اس کے اسباب علل پر غور ہوا۔ بعض لوگوں نے یہ خیال ظاہر کیا کہ اس خرابی کی وجہ اخلاقی و روحانی اقدار کی طرف سے غفلت ہے۔ اس مسئلہ کی مکمل تحقیق کے لئے ایک انکوائری کمیشن مقرر کی گئی۔ اس کمیشن نے جو رپورٹ پیش کی ہے اس میں بھی موجودہ سماج کی خرابی کی یہی وجہ بتائی گئی ہے کہ ہمارے سماج سے آہستہ آہستہ اخلاقی و روحانی پابندیاں اُٹھتی جاری ہیں۔ دہریت کے زور اور آزادروی کی لہر سے سماج کا نقشہ دن بدن بگڑتا جا رہا ہے۔ ساتھ ہی اس کمیشن نے سفارش کی ہے کہ اگر ملک کو اس تباہی سے بچانا ہے تو بیاہ اخلاقی و روحانی تعلقات کا بندوبست ہونا چاہیئے۔ امید ہے کہ اس سفارش کے بعد بھارت کی تعلیمی پالیسی میں تبدیلی آ سکے گی۔ اور دہریت جو "دام ہمرنگ زمیں" بن کر ہندوستانی مزاج کو بگاڑ رہی ہے۔ اس پر اخلاقی و روحانی اقدار کو ترجیح دی جائے گی۔

درخواست دعا

رمضان شریف کے مبارک مہینہ میں احباب کرام بندہ کیلئے اور بندہ کے سارے بیوی بچوں اور رشتہ داروں کی دین و دنیا میں کامیابی کیلئے دردِ دل کے ساتھ دعا فرمائیں کہ ہم سب کا انجام بخیر ہو اور ساری دلی مرادیں پوری ہوں اور رضا سے الٰہی حاصل ہو جائے۔ بندہ کا لڑکا چوہدری محمد اسحاق خلیل بی۔ اے۔ آباد ان [illegible] مبلغ ہے اس کی کامیابی کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے۔

تابعدار محمد ابراہیم خلیل مبلغ اٹلی [illegible]

کلکتہ میں ادیان عالم کی دوسری عالمی کانفرنس

(بقیہ صفحہ اول)

احمدیہ کی تبلیغی کاوشوں سے بے حد متاثر تھے۔ اور چونکہ مولوی بشیر احمد صاحب اُن نمائندوں کے ساتھ کانفرنس کی مختلف نشستوں میں شریک ہوتے رہے اس لئے مولانا موصوف کی شخصیت کا بھی اُن پر کافی اثر پڑا تھا۔ جلسے کے دوران میں ہی ملایا کے مخصوص نمائندہ جناب عبد الغفار صاحب میرے پاس آ بیٹھے اور دیر تک جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی ملایا کے مذہبی حالات کے بارے میں گفتگو کرتے رہے۔ آپ نے اظہار تشکر کے طور پر فرمایا کہ میری خواہش پر مولوی بشیر احمد صاحب نے اپنا ایک خاص آدمی (شفیع احمد صاحب مالاباری) میرے ساتھ کر دیا تھا۔ جنہوں نے مجھے کلکتہ کے اہم مقامات دکھائے ہیں۔ کچھ دیر ایک امریکی راہب سے جلسہ گاہ میں گفتگو کا موقعہ ملا۔ آنہوں نے بڑی گرمجوشی سے تبلیغی ٹریکٹ لئے اور احمدیت کے بارے میں کچھ سوالات بھی کئے۔ ایک موقعہ پر جب مولوی بشیر احمد صاحب خاکسار کو کوئی ضروری ہدایت دینے اسٹیج سے اُتر کر نیچے آئے تو بعض احباب نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کیا مولوی بشیر احمد صاحب کی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں؟ میرے اثبات میں جواب دینے پر انہوں نے بڑے شوق سے ہاتھ بڑھایا کہ اپنی جماعت کی کتابیں دیجئے۔ میرے پاس جو ٹریکٹ تھے میں نے تقسیم کر دیئے۔

اُسی روز جلسے کی ایک انوکھی خصوصیت یہ تھی کہ لوگوں کے دلوں میں احمدیہ لٹریچر پڑھنے کا شوق دیکھا۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ شوق مولوی صاحب موصوف کی تقریر کے روحانی پہلو کا عکس تھا یا افراد جماعت کی دعاؤں کا نتیجہ تھا یا محض خاص فضل الٰہی تھا جو ازراہِ ترحم اُن کے قلوب میں تحریکِ شوق پیدا کر رہا تھا۔

۷ فروری (اتوار) کے جلسہ عام میں

توقع سے زیادہ حاضری تھی۔ اس موقعہ کے لئے خدام الاحمدیہ نے ایک تنظیم کے ماتحت باقاعدہ طور پر تقسیم لٹریچر کا پروگرام بنایا تھا۔ سہ پہر کو ہم تمام خدام امیر محترم جناب مولوی بشیر احمد صاحب کی معیت میں جلسہ گاہ پہنچے۔ جلسہ گاہ کے اندر اور باہر بھی تمام مقامات پر خدام متعین تھے۔ گیٹوں اور گذرگاہوں پر تقسیم لٹریچر کا خاص اہتمام تھا۔ تا سرزمین ہند دقادیان) سے نکلی ہوئی ہر خوشگوار

کانفرنس عام زیادہ سے زیادہ افراد تک پہنچ سکے۔ اور ایسا نہ ہو کہ کوئی آئے اور تشنہ کام لوٹ جائے۔

چونکہ یہ جلسہ مختلف بولیوں کا سنگم تھا۔ جہاں مختلف باغوں کے طائران خوش الحان نغمہ زن تھے۔ اسی رعایت سے خدام نے بھی مختلف بولیوں میں "نغمۂ سرمدی" کو پیش کیا۔ خصوصیت سے قابل ذکر ذیل کے ٹریکٹ ہیں

Why I believe in Islam

Ahmadiyya Movement in India

Islam the need of The Hour

A heavenly call to the Indian People

Divine message,

The Life and Teachings of Hazrat Mirza Ghulam Ahmad

ان کے علاوہ اردو، ہندی، بنگلہ اور گورمکھی زبانوں میں کتابیں تقسیم کی گئیں۔ اس طرح چودہ قسم کے ٹریکٹ، ڈیڑھ ہزار سے زائد تعداد میں تقسیم ہوئے۔ اسٹیج پہ نمائندگان مذاہب کے علاوہ مدبرین، مفکرین و اکابرین شہر تشریف فرما تھے لہٰذا یہ وہ مقام تھا جہاں دوسروں کا گذر محال تھا۔ لیکن یہ بھی فضل ربی تھا کہ خدام نے اُسی حلقہ خاص میں پہنچ کر مناسب ٹریکٹ تقسیم کئے۔ جہاں دیگر فرقوں کی اکثر کتابوں کی تقسیم کو قطعاً روک دیا گیا تھا وہاں صدر انجمن کا اعجاز تھا کہ ہمارے خدام کے لئے کوئی امتناعی حکم صادر نہ ہو سکا۔ نمائندگانِ ممالکِ غیر و مشاہیر ہند و پاک کو ضخیم و قیمتی جلدیں پیش کی گئیں۔

ایسے خدام جو اپنے اخلاص و کارگذاری کے لحاظ سے نہایت نمایاں تھے اُنکے اسماء گرامی یہ ہیں۔ مظفر محمود صاحب ایم۔ شفیع احمد صاحب مالاباری۔ محمد عارف خان صاحب۔ محمد احمد صاحب غوری۔ مقصود احمد صاحب بہاری۔ شمس الدین صاحب (اڑیسہ) سید مسعود احمد صاحب کٹکی۔ امانت اللہ صاحب۔ فضل رب عمر صاحب (لعبث الکبیر) اور فیروز الدین صاحب۔ جناب شمس الدین لیڈر صاحب نے قریب سے مولکی میں خدام کی تدابیع جائزے سے کی۔ اللہ تعالیٰ تمام دوستوں کی خدمات قبول فرمائے اور ان کے اخلاص و جوش عمل میں برکت دے۔ آمین

جلسہ کے اختتام پر مجھے یہ محسوس ہو رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری کوتاہ عملی و تغافل کیشی کو نظر انداز کر کے اور ہماری بےسامانی پر ترس کھاتے ہوئے اس عالمی کانفرنس کے انعقاد کا اہتمام دوسروں کے سپرد کیا اور اسکے مقاصد کو ہمارے حق میں کر دیا اور اس طرح یہ کانفرنس کافی حد تک اسلام و احمدیت کی تبلیغ کا ذریعہ بنی رہی اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مولوی بشیر احمد صاحب کی مساعی جمیلہ کو ثمر آور کرے اور صحت و عافیت کے ساتھ اُن کو خدمت دین کا موقعہ عطا فرمائے۔ آمین۔

جلسہ پیشوایان مذاہب چودوار (کٹک)

مورخہ ۱۷ فروری کو زیر اہتمام جماعت احمدیہ چودوار منڈمان گراؤنڈ میں زیر صدارت مولانا بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ انچارج صاحب اڑیسہ پیشوایانِ مذاہب کا جلسہ منعقد کیا گیا حسب پروگرام اُسی دن مولانا صاحب موصوف مع جناب سید ابو صالح صاحب صدر جماعت احمدیہ ایم۔ پی کٹک چار بجے چودوار تشریف لا چکے۔ بعد نماز مغرب جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم اور ہندی اُڑیہ نظم کے بعد خاکسار نے مولانا کا سامعین سے تعارف کرواتے ہوئے جلسہ کی غرض و غایت کو بیان کیا۔ اس کے بعد مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نے اپنی فاضلانہ تقریر میں مذہب کی ضرورت اور پیشوایان مذاہب کی تعلیم اور ان کے نمونہ کو اپنانے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت سری کرشن جی و سری گوتم جی کی سیرت کے بعض پہلوؤں کو دلچسپ پیرایہ میں بیان فرمایا۔ آپ نے بتایا کہ اس وقت دنیا میں دو ملک ایسے ہیں جو طاقتور سمجھے جاتے ہیں اور عام لوگوں کے خیال میں ان دو ملکوں یعنی امریکہ اور روس کے ذریعہ امن قائم ہو سکتا ہے۔ لیکن نہ ہی امریکہ امن قائم کر سکتا ہے اور نہ ہی روس کے ذریعہ امن قائم ہو سکتا ہے اگر امن قائم ہو سکتا ہے تو وہ صرف اور صرف مذہبی تعلیم پر عمل کرنے سے ہی حاصل ہو سکتا ہے اس تقریر کا مختصر خلاصہ خاکسار نے اُڑیہ زبان میں بیان کیا۔ یہ تقریر خاص طور پر پسند کی گئی۔ ہندو اور غیر احمدی احباب کافی تعداد میں شریک جلسہ تھے۔ تبلیغی لٹریچر تقسیم کئے گئے

خاکسار سید غلام مہدی ناصر مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

سردار دیوان سنگھ صاحب مفتون ایڈیٹر ریاست ربوہ میں

پاکستان کے مشہور صحافی اور مصنف سردار دیوان سنگھ صاحب مفتون ایڈیٹر ہفت روزہ "ریاست" دہلی ... مارچ کی ... کو کراچی سے بذریعہ جناب ایکسپریس ربوہ بھی تشریف لے گئے۔ رات نے تحریک جدید کے گیسٹ ہاؤس میں قیام کیا۔ دوسرے دن صبح آپ نے قصر خلافت میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ نیز آپ نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مد ظلہا العالی

محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب۔ حضرت حافظ سید مختار احمد صاحب شاہجہان پوری اور محترم جناب ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے ملاقات کی۔ بعد ازاں فضل عمر ہسپتال۔ الفضل اور تحریک جدید و صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر دیکھنے کے علاوہ آپ ربوہ کے تعلیمی ادارہ جات تعلیم اور جامعہ احمدیہ میں بھی گئے۔ اس طرح صبح سے بعد دوپہر تک مصروف رہنے کے بعد آپ تین بجے سہ پہر کے قریب موٹر کار میں براستہ حافظ آباد (جو ان کا آبائی وطن ہے) دگوجرانوالہ، لاہور روانہ ہو گئے۔

قائدین مجالس خدام الاحمدیہ ہندوستان توجہ فرماویں

دفتر ہذا کی طرف سے توجہ دلانے کے باوجود بہت سے قائدین مجالس خدام الاحمدیہ اپنی ماہوار کارگذاری کی رپورٹ دفتر ہذا میں نہیں بھجواتے حالانکہ یہ بہت ضروری امر ہے۔ بعض مجالس اسلئے بھی رپورٹ نہیں بھجواتیں کہ ان کے مقامی خدام کی تعداد تھوڑی ہے اور وہ کما حقہٗ اس طرف توجہ نہیں دے سکتے۔ لیکن یہ درست نہیں۔ خدام کی تعداد خواہ تھوڑی ہو یا زیادہ کام کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ مرکز میں باقاعدگی سے رپورٹ کارگذاری بھجوانے پر یہ سستی خود بخود دور ہو جاتی ہے۔ کیونکہ تھوڑے خدام بھی اگر ہوں اور وہ تبلیغ اور تربیت کی طرف توجہ کریں تو خدا تعالیٰ چاہے تو وہ بہت زیادہ ہو سکتے ہیں اور یقیناً خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ احمدیت کو ترقی دیگا اور اسکے ذریعہ سے اسلام کو دنیا پر غالب کریگا۔ تو کچھ گھبرانے کی کوئی وجہ نہیں صرف محنت اور استقلال سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر باقاعدگی سے رپورٹ آتی رہے تو دفتر بروقت مفید مشورہ دے سکتا ہے مجھے امید ہے کہ آپ اس طرف ... توجہ کریں گے اور اپنی

صدقۃ الفطر اور عید فنڈ

صدقۃ عید الفطر کی ادائیگی ہر مسلمان مرد۔ عورت۔ بچے اور بوڑھے پر فرض قرار دی گئی ہے۔ حتیٰ کہ نوزائیدہ بچہ کی طرف سے بھی اس صدقہ کا ادا کیا جانا ضروری ہے۔ چونکہ یہ عید فنڈ غرباء اور مساکین کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اسے رمضان المبارک کے ختم ہونے سے قبل جمع کر کے غرباء میں تقسیم کیا جائے۔ تا ضرورت مند احباب عید کے موقعہ پر اس سے فائدہ اٹھا سکیں

مقامی غرباء اور مساکین کی امداد فطرانہ کی وصول شدہ رقم میں سے ½ حصہ تک کی جا سکتی ہے۔ بقیہ رقم کا مرکز میں بھجوا دینا ضروری ہے

فطرانہ کی مقدار ہر فرد کے لئے ایک صاع یعنی پونے تین سیر غلہ مقرر ہے۔ غیر مستطیع احباب کی طرف سے نصف شرح سے بھی ادائیگی کی جا سکتی ہے۔ قادیان میں امسال گندم کے نرخ کے لحاظ سے شرح صدقۃ الفطر (فطرانہ) ایک روپیہ اور نصف آٹھ آنے مقرر کی گئی ہے۔ مقامی جماعتیں اپنے اپنے علاقہ میں نرخ کی کمی بیشی کے مد نظر فطرانہ کی شرح میں کمی بیشی کر سکتی ہیں۔

عید فنڈ۔ صدقۃ الفطر کے ساتھ ایک خاص مد عید فنڈ بھی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے قائم ہے۔ عیدین کے مواقع پر ہر کمانے والے مرد سے کم از کم ایک روپیہ کی رقم اس مد میں وصول کی جانی چاہیئے۔ عید فنڈ کی مد میں جمع ہونے والی پوری رقم مرکز میں بھجوائی جانی ضروری ہے۔

جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے صدر صاحبان اور سیکرٹریان مال کو چاہیئے کہ وہ ابھی سے احباب میں صدقۃ الفطر (فطرانہ) کی تحریک اور وصولی شروع کر دیں تا رمضان المبارک کے آخر تک ہر فرد سے فطرانہ و عید فنڈ وصول ہو سکے۔ نیز عہدیداران کو چاہیئے کہ مرکز میں بھجوائی جانے والی رقوم جلد از جلد قادیان دارالامان بھجوا دیں۔

ناظر بیت المال قادیان

تبادلہ مبلغین

مکرم حکیم محمد سعید صاحب مبلغ کو یکم مارچ ۱۹۶۱ء سے چار کوٹ ضلع پونچھ میں لگایا گیا ہے اور مکرم شیخ حمید اللہ صاحب کا تبادلہ چار کوٹ سے سرینگر کیا گیا ہے۔ جملہ جماعتیں و عہدیداران مطلع ہوں۔ اب دونوں مبلغین کے پتہ جات یہ ہیں۔

۱۔ شیخ حمید اللہ صاحب مبلغ جماعت احمدیہ معرفت اصلاح بلڈنگ مائسمہ بازار سرینگر کشمیر

۲۔ حکیم محمد سعید صاحب مبلغ جماعت احمدیہ بمقام چار کوٹ ڈاکخانہ گلپوتی تحصیل راجوری ضلع پونچھ

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

زکوٰۃ

زکوٰۃ اسلئے دی جاتی ہے کہ تا اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچی محبت اور حقیقی تعلق پیدا ہو۔ اس کی رضا جوئی اور محبت میں استقامت حاصل ہو۔ ایثار و قربانی کا مادہ پیدا ہو۔ اور حرص و بخل کی بیخ کنی ہو۔ زکوٰۃ دینے سے مالوں میں کمی نہیں آتی۔ بلکہ ادائیگی زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی اور تزکیہ نفوس کرتی ہے۔ (ناظر بیت المال قادیان)

تامل زبان میں جماعت احمدیہ کا نیا مطبوعہ لٹریچر

احمدیہ مسلم مشن سیلون کی طرف سے "ایک غلطی کا ازالہ" اور "ہماری تعلیم" کا تامل ترجمہ شائع کیا گیا ہے۔ دونوں کی قیمت فی نسخہ چار آنے ہے۔ جو احباب یا جماعتیں دس سے زائد نسخے خرید فرمائیں انہیں ۲۰ فی صدی کمیشن ملے گا۔ خواہش مند احباب و جماعتیں ذیل کے پتہ پر لکھیں۔

مکرم عبد الرحمٰن صاحب شاہد
99 Dzielsargs Avenue
Colambo 10 (Cylone)

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

رشتہ ناطہ اور احباب جماعت

پیشتر ازیں نظارت ہذا کی طرف سے اخبار بدر مجریہ ۱۴ جنوری ۱۹۶۱ء میں رشتہ ناطہ کے عنوان سے ایک ضروری اعلان شائع ہو چکا ہے۔ اس کے ساتھ ہی جملہ سیکرٹریان امور عامہ اور صدر صاحبان کے نام الگ الگ چٹھیاں اور قابل شادی لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے کوائف فارم بھی بھجوائے جا چکے ہیں۔ لیکن اس وقت تک بہت کم احباب اور جماعتوں نے اس اہم قومی ضرورت کی طرف توجہ فرمائی ہے۔ حالانکہ موجودہ ماحول میں ضروری ہے کہ جب تک تمام جماعتیں منظم طریق پر اس ضروری مسئلہ کے حل کے لئے کوئی عملی قدم نہ اٹھائیں۔ اور مرکز کے ساتھ پورا پورا تعاون نہ کریں۔ اس وقت تک رشتہ ناطہ کی مشکلات پر قابو پانا مشکل امر ہے۔ لہٰذا جملہ ذمہ دار احباب و عہدہ داران جماعت کو چاہیئے کہ وہ جس قدر جلد ممکن ہو اپنے اپنے علاقہ کے ایسے تمام قابل شادی لڑکوں اور لڑکیوں کے کوائف فارم مکمل کر کے بھجوائیں۔ جن کی شادیاں اپنے رشتہ داروں یا علاقہ میں طے نہ ہو سکتی ہوں۔

عملہ سیکرٹریان امور عامہ کی طرف سے ماہانہ رپورٹیں باقاعدہ موصول نہیں ہو رہیں۔ اور اس وجہ سے نظارت ہذا کو نہ تو جماعتوں کے مقامی حالات کا کوئی علم ہو سکتا ہے۔ اور نہ جماعتی مشکلات کو دور کرنے کے لئے مرکز کی طرف سے کوئی رہنمائی ہو سکتی ہے۔ اس لئے جملہ سیکرٹریان امور عامہ کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ وہ ہر ماہ اپنی رپورٹیں باقاعدہ ارسال فرمایا کریں۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے موجودہ مخصوص حالات میں احباب کو خدمت سلسلہ بجا لانے اور اللہ تعالیٰ سے اجر پانے کی توفیق اور سعادت عطا فرماتے۔ آمین۔

خاکسار ناظر امور عامہ قادیان

مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخلہ

خدمت دین کے لئے نوجوان اپنے آپ کو پیش کریں

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے توسیع تبلیغ کی تحریک محتاج بیان نہیں۔ اس فریضہ کو محکم بنیادوں پر انجام دینے کے لئے ایک عرصہ سے مرکز قادیان میں مدرسہ احمدیہ جاری ہے۔ اور خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ اس مدرسہ کے فارغ التحصیل نوجوان آج اکناف عالم میں اسلام و احمدیت کی امن بخش تعلیم پھیلانے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ تقسیم ملک کے بعد عرصہ پانچ سال سے سابقہ معیار کے مطابق اس مدرسہ کی کلاس جاری ہو چکی ہے۔ زیر تعلیم طلباء جوں جوں اوپر کی کلاسوں میں ترقی پاتے جا رہے ہیں ان کی جگہ لینے کے لئے ہر سال نئے طلباء کے داخلہ کی ضرورت ہے۔ اس لئے اس اعلان کے ذریعہ احباب جماعت کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اہم قومی فریضہ کی انجام دہی کے لئے اپنے اپنے حلقہ میں خاص تحریک کر کے زیادہ سے زیادہ تعداد میں مدرسہ احمدیہ کی اپنی جماعت کے لئے ہونہار اور ذہین طلباء کو دینی تعلیم کی خاطر مرکز میں بھیجیں۔

مدرسہ احمدیہ میں میٹرک پاس یا کم از کم مڈل پاس اردو جاننے والے پندرہ سال سے بیس سال کی عمر کے طلباء لئے جاتے ہیں۔ اس لئے اس طور سے خدمت بجا لانے کے خواہشمند نوجوانوں کو فوری توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ہونہار قابل نادار طلباء کو مرکز کی طرف سے وظیفہ بھی دیا جائے گا۔ جو پچیس روپیہ ماہوار تک ہوگا۔ چونکہ نئے تعلیمی سال کی کلاس یکم اپریل سے شروع ہوگی۔ اس لئے اپنی درخواستیں آخر مارچ تک دفتر تعلیم و تربیت میں پہونچ جانی چاہئیں۔ تاکہ مرکز کی منظوری کے بعد ان کو قادیان آنے کی اجازت دی جا سکے اور طلباء وقت پر آکر پڑھائی شروع کر دیں۔ درخواست میں حسب ذیل امور کی صراحت ضروری ہے

(۱) نام (۲) ولدیت (۳) عمر (۴) صحت (۵) والد یا سرپرست کا نام و پیشہ۔

ایسی درخواستیں ڈاکٹری اور تعلیمی سرٹیفکیٹ کے علاوہ مقامی صدر جماعت یا مبلغ کی سفارش کے ساتھ دفتر ہذا میں پہونچنی چاہئیں۔ (ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

رمضان المبارک اور صدقات

صدقہ و خیرات روحانی ترقیات کے علاوہ جسمانی اور ظاہری تکالیف اور مصائب سے بچنے اور نجات پانے کا بھی ایک بہت بڑا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ رمضان المبارک صدقہ و خیرات کرنے کا خاص مہینہ ہے احباب جماعت صدقۃ الخیرات اور فدیۃ الصیام کی رقوم محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام بھجوائیں۔ (ناظر بیت المال قادیان)

درخواست دعا۔ نیاز مند بعض مالی مشکلات میں مبتلا ہے ان کے ازالہ اور حال ہی میں دکان کھولی ہے اس میں برکت کے لئے نیز خادم دین بننے کیلئے احباب جماعت درد دل سے ...

خبریں

مراکش کے ساحلی شہر آغادیر میں قیامت خیز زلزلہ

اسی ہفتہ عالم اسلام کو ایک دردناک اور تکلیف دہ حادثہ سے دوچار ہونا پڑا اس حادثہ کا تعلق مراکش کے شہر آغادیر کی تباہی سے ہے جہاں شدید زلزلہ آیا۔ اور جو دیکھتے دیکھتے کھنڈرات کے ایک ڈھیر میں تبدیل ہوگیا۔ یہ حادثہ یکم مارچ کی شب میں پیش آیا۔ آغادیر مراکش کی ایک بندرگاہ ہے جو بندرگاہ کاسابلانکا سے ۲۷۵ میل جنوب واقع ہے اور مراکش کا انتہائی مغربی، زلزلہ آنے سے بجلی کی سپلائی تار اور ٹیلیفون کا نظام بالکل درہم برہم ہوگیا۔ آغادیر کے بحری سٹیشن کے ریڈیو کے ذریعہ زلزلہ کی تباہی کی خبریں موصول ہوئیں۔ زلزلہ آتے ہی بجلی کے تار وغیرہ ٹوٹ گئے۔ اور آغادیر میں مکمل اندھیرا چھاگیا۔ عمارتیں لرزنے لگیں سخت خوف و ہراس پھیل گیا۔ بہت سے لوگ سوتے رہ گئے۔ ان پر عمارتیں گریں۔ اور وہ دب کر ہلاک ہو گئے۔ بہت سے لوگ جان بچاکر گھر سے نکلنے کی کوشش میں گرتی ہوئی عمارتوں کے نیچے دب کر رہ گئے۔

آغادیر کے نئے شہر میں ۷۵ فی صد اور پرانے شہر میں ۹۰ فیصد عمارتیں برباد ہوگئیں نئے اور پرانے شہر کے درمیان واقع محلوں کا نام و نشان مٹ گیا۔

آغادیر کو آمد و رفت کے تمام راستے بند ہو گئے۔ تمام سڑکیں تباہ ہوگئیں۔ صرف ہیلی کوپٹروں اور سمندری کشتیوں اور جہازوں کے ذریعہ آمد و رفت ہو رہی ہے۔ دن نکلنے اور زلزلہ کی تباہی کی اطلاع ملنے کے بعد جو لوگ سب سے پہلے آغادیر پہنچے ان میں ولی عہد مراکش بھی شامل تھے فرانس اور امریکہ کے فوجی یونٹوں کے ہیلی کوپٹر زلزلہ زدہ علاقہ میں مدد پہنچا رہے ہیں فرانس اور سپین اپنے متعدد علاقوں سے دوائیں بھیج رہے ہیں۔

بحری جہازوں سے پانی سپلائی کیا جا رہا ہے۔ ملبہ زدوں سے سب کو ہٹایا جا رہا ہے۔ نئے شہر کی تعمیر یہاں سے کچھ فاصلہ پر کی جائے گی۔

اس ہولناک زلزلہ سے ۱۳ گھنٹے قبل بھی آغادیر میں زلزلہ کا ایک جھٹکا محسوس ہوا تھا۔ رباط کی اطلاعات میں بتایا گیا ہے کہ آغادیر میں جو زلزلہ آیا ہے وہ ۵۵ ہزار کے مشہور زلزلہ کی طرح ہے جس نے لزبن میں کئی ہزار اشخاص کی جان

ہوئے تھے۔ اور پورا شہر ملبہ کا ڈھیر بن گیا تھا۔

تباہی عین اس وقت آئی جب سینکڑوں افراد سینما دیکھ کر اپنے گھروں کو واپس جا رہے تھے لوگ راستے ہی میں تھے کہ اچانک گڑگڑاہٹ ہوئی۔ ایک عینی شاہد نے زلزلہ کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ یہ تصور کیجئے کہ آپ میرے کندھوں پہ سوار ہیں اور میں آپ کو آگے پیچھے جھلا رہا ہوں اور میں پھر آپ کو ایک جھٹکے کے ساتھ نیچے زمین پر پھینک دوں۔ آغادیر کے زلزلہ میں بالکل یہی محسوس ہوا تھا۔ پہلا جھٹکا پندرہ سیکنڈ جاری رہا۔ جس نے اچانک پلٹا کھایا اور اس مرتبہ سارا شہر تباہ ہوگیا۔ ایک فرانسیسی پناہ گزین نے بتایا کہ میں ایک کلب سے باہر نکل رہا تھا کہ اچانک جھٹکے محسوس ہوئے۔ جس نے ہزاروں افراد عورتوں اور بچوں کی چیخ و پکار سنی۔ پھر اچانک ایک دھماکا ہوا! اور دیکھتے دیکھتے موت جیسا سناٹا چھاگیا۔ سارے شہر سے دھوئیں کے مشابہ غبار اٹھا۔ آغادیر مرچکا تھا۔ آغادیر کے زلزلہ کا نشانہ بننے والوں میں سویڈن امریکہ، برطانیہ، جرمنی اور اٹلی کے سیاح بھی ہیں۔ جن کی ہلاکت کا ابھی پتہ چلا ہے۔ آغادیر میں زلزلہ کے بعد ہی اچانک شہر کے چند علاقوں میں دھماکوں کے ساتھ آگ بھڑک اٹھی شاہ کے حکم کے بعد تباہ شدہ شہر فوج نے گھیرے میں لے لیا۔ ایک عینی شاہد کا کہنا ہے کہ میں نے اپنے کانوں سے ملبے کے ڈھیر کے نیچے سے بچوں کی چیخیں سنی ہیں راہ دیواروں اور سڑکوں پر خون ہی خون دیکھا ہے۔ شہر میں پانی کے پائپ پھٹ گئے۔

سمندری جہازوں کو نقصان پہنچا اور اندازہ کے مطابق دس ہزار کے درمیان افراد ہلاک ہوئے۔ ملبہ ہٹاتے وقت شکستہ کھنڈرات میں کتنے افراد مر گئے ہوں گے۔ اس کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ (الجمعیۃ دہلی ۳/۹)

درخواست دعا

خاکسار میونسپل الیکشن بھاگلپور میں بحیثیت آزاد امیدوار کھڑا ہے احباب جماعت الیکشن میں نمایاں کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

خاکسار محمد مبارک احمد وکیل بھاگلپوری

ڈاکٹر ہند سنگھ صاحب انچارج سول ہسپتال بٹالہ کی خدمت میں

اظہار تشکر

درویشان قادیان کے عمومی علاج معالجہ کے لئے ہمارے اپنے ایک بابی احمدیہ ہسپتال قائم ہے جو خدا کے فضل سے نہ صرف درویشوں کی طبی ضروریات کو پورا کرتا ہے بلکہ مضافات قادیان کے غیر مسلم بھی اس سے مستفید ہوتے ہیں۔ لیکن پیچیدہ امراض کے علاج کے لئے ہمیں اکثر اوقات امرتسر یا بٹالہ ہی رجوع کرنا پڑتا ہے۔ اور ہم بڑی خوشی سے اس امر کا اظہار کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ بٹالہ کے سول ہسپتال اور امرتسر کے وی جے ہسپتال میں ہمارے مریضوں کا ہمدردی سے علاج کیا جاتا ہے۔ چنانچہ گذشتہ چند ماہ میں ہی جناب ڈاکٹر ہند سنگھ صاحب انچارج سول ہسپتال بٹالہ (ڈا انگلینڈ رٹرنڈ) درویشوں کے پیچیدہ اور خطرناک امراض کا علاج توجہ اور ہمدردی کے ساتھ فرمایا۔

تقریباً دو ہفتے قبل حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی و ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان اپنے بائیں رخسار کی رسول کے اپریشن کے لئے سول ہسپتال بٹالہ میں داخل ہوئے تو موصوف نے بڑی توجہ اور ہمدردی اور عزت و احترام کے ساتھ اپریشن کیا۔ جو خدا کے فضل سے کامیاب رہا اور حضرت مولوی صاحب صحتیاب ہوکر اسی ہفتے واپس تشریف لے آئے ہیں۔ الحمد للہ۔

میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ تمام درویشوں کی طرف سے ڈاکٹر صاحب موصوف کا شکریہ ادا کروں۔ اللہ تعالےٰ ان کو ترقیات سے نوازے۔

خاکسار چوہدری فیض احمد گجراتی
جنرل سیکرٹری لوکل انجمن احمدیہ قادیان

سمجھ کا پھیر (بقیہ صفحہ ۲)

کر نہیں پاتے۔ وہ وقت گیا جب العلماء ورثۃ الانبیاء کا بلند رتبہ رکھتے تھے۔ یہ چودھویں صدی ہے اس صدی کے علماء کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ فرما چکے ہیں وہی بس ہے یعنی

”من عندھم تخرج الفتنۃ وفیھم تعود“

اس حالت میں اس گروہ سے ہدایت و راہنمائی کی توقع بے سود ہے اور سراسر وقت کا ضیاع ہے!! اگر ہر قسم کے ضد و تعصب کے خیالات سے اپنے دل و دماغ کو پاک کر کے ان راہوں کی تحقیق کی جائے جن کی نشاندہی اللہ تبارک و تعالیٰ نے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون میں فرمائی ہے اور اسکی تشریح میں حضرت ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر صدی کے سر پر مجدد دین کے آنیکا وعدہ الٰہی سنایا ہے تو نجات کا پالینا چنداں مشکل نہیں اور راہ پاچکے طرح طرح کے فتنوں سے امن کی صورت پیدا ہو جانا ممکن ہے

آج کا مسلمان امت مرحومہ کی خستہ حالی پہ پریشان تو بہت ہے اور اس کی اس حالت سے نکالنے کیلئے بھی بڑا سرگرداں ہے۔ لیکن اسکا مداوا اپنی عقل ناقص سے سوچتا ہے حالانکہ اُسے پسندیدہ دین کے بھیجنے والے کی طرف رجوع کرنا چاہیئے تھا اور مناسب تھا کہ وہ آسمان کی طرف دیکھتا اور اس کے فیصلہ کے سامنے سر تسلیم خم کردیتا چودھویں صدی کے ۷۷ سال کچھ تھوڑی مدت نہیں جو محض اسی انتظار میں گذر گئے۔ اسلام چاروں طرف سے دشمنوں کے نرغے میں ہے اور دین متین کے نام نہاد ٹھیکیدار حجروں میں بے خبر بیٹھے ہیں جن کو صاحب تبلیغی جماعت بیدار کر رہے ہیں نہ جانے وہ کب بیدار ہوں گے جبکہ وقت برباد ہو چکا ہوگا

الامان الحفیظ!!